ثقافتی روایات اور اسلامی احکامات میں فرق

بیان: شیخ ھیثم تمیسم

ترجمہ :ڈاکٹر حمیرا شہناز

انتہاہی شکریہ کے ساتھ:
عمیرا احمر، طلعت حسین
اعجاز راجہ، شاہدہ راجہ

تحریر: عائشہ خان

Utrujj

Registered Charity No. 1099875

Utrujj
Knowledge & Creativity

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

.... 1
ہمیں ثقافت کے بارے میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے؟ 6
عرف کی تعریف 7
- لسانی تعریف 7
- قرآنی تعریف 7
- سنت کے مطابق تعریف 8
- قرآن کریم میں عرف کی مثالیں 8
عرف قانونی ماخذ کے طور پر 9
عرف کی اقسام 10
زبانی عرف 11
عملی عرف 11
صحیح اور غلط عرف 12
قوائد فقہیہ۔ فقہ کے اصول 13
علم کے تین اصول (بنیادیں) 14
عرف بطور ثالث 14
ثقافت اور اسلام 17
پیدائش کی رسومات 19
پیدائش کی 7 سنتیں 19
کیا 'بے بی شاور' کی رسم کر سکتے ہیں؟ 23
کیا آپ سالگرہ منا سکتے ہیں؟ 24
خطبہ 25

جملہ حقوق اترج فاؤنڈیشن رجسٹرڈ 2019 چیرٹی نمبر 1099875

تجاویز/رشتوں کا فیصلہ کیسے کریں............ 25
کیا شادی کے لئے صرف خلق اور دین کافی ہیں؟............ 25
رشتہ بھیجنے والے کی مالی حیثیت کیوں اہم ہے؟............ 25
خوبصورتی، دولت اور حیثیت سے کتنا فرق پڑتا ہے؟............ 26

ججتی نہ ہونے کی اہمیت............ 26
کیا آپ اپنے گاؤں یا برادری سے باہر شادی کر سکتے ہیں؟............ 26
مخلوط ثقافتی شادیاں نبھانا............ 27
منگنی میں داخل ہونا............ 27
منگنی کی ناقابل قبول روایات............ 27
منگنی کے دوران کیا جائز ہے............ 28
منگنی کے دوران کیا تلاش کرنا ہے؟............ 28
منگنی کے دوران دیانت............ 29
منگنی کے دوران کردار کی جانچ پڑتال کریں............ 29
ممکنہ شریک حیات سے طبی ریکارڈ کا حصول............ 29
جبری شادیاں اور رضامندی کی شادیاں............ 30
والدین کا اختیار کہاں ختم ہوتا ہے............ 30
دعا کریں............ 31
کیا حلال ڈیٹنگ جائز ہے؟............ 31
نکاح کو منگنی کے طور پر نہ لیں............ 31
عورتوں کا نکاح نامہ میں خود کو طلاق دینے کے حق کا تعین............ 31
خلوت- مخالف جنس کے ساتھ تنہائی............ 32
پہلے سے منگنی شدہ عورت کو رشتے کی پیشکش کرنے کی ممانعت............ 32
جب آپ کے پاس متعدد رشتے ہوں تو کیا جائے............ 32
مائیں جو نبھا نہ کر سکیں............ 32
عالیشان ایشیائی شادی............ 33
دکھی دلہن کا کلچر............ 33
مخلوط شادی کی تقریب کا انعقاد............ 34

الگ الگ شادی کا انعقاد 34
کیا آپ غیر مسلموں کو شراب پیش کرسکتے ہیں؟ 34
'شادیوں کی لڑائیوں' کو تہذیب کے دائرے میں رکھنا 34
مہر کیا ہے؟ 34
کیا آپ والدین کی رضامندی کے بغیر شادی کر سکتے ہیں؟ 35
کیا خطبہ ٹوٹنے کے بعد تحائف واپس کرنا پڑیں گے؟ 36
جہیز 36
کیا بیسٹ مین کا تقریر کرنا مناسب ہے؟ 36
شادی 38
نکاح میں قوامہ (ولییت) کا تصور کیا ہے؟ 38
قوامۃ کی حدود کیا ہیں؟ 38
آپ نسلوں پرانے پدر شاہی کے طرز عمل کو، کس طرح تبدیل کرتے ہیں 39
مردوں کو گھر میں ہاتھ بھی ہلانے کی ضرورت نہیں 39
اگر اسی دن کوئی موت واقعہ ہو تو کیا شادی ملتوی کرنا ہو گی 40
کیا بیوی کو اپنے شوہر کا نام اپنے نام کے ساتھ لگانا ہو گا؟ 40
بدسلوکی والی شادی میں عورت کو کیا کرنا چاہئے؟ 40
محرم کے مسائل 40
کیا سسرال والے بیوی کے کنبے سے برتر ہیں؟ 41
عوامی جگہوں پر شوہر اور بیوی کے باہمی رویوں میں کیا جائز ہے 42
طلاق کے دوران رحم ل رہنا 42
تین طلاقیں 42
طلاق کے بعد بچوں کی تحویل 42
موت 43
جنازہ اور غسل 43
کیا میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کرنا ہوتا ہے؟ 43
کیا خواتین قبرستان جا سکتی ہیں؟ 43
کیا یوتھانیزیہ (بے ایذا موت) کی اجازت ہے 44
کیا سوگ کے مخصوص رنگ ہیں؟ 44

Utrujj
Knowledge & Creativity

سوگ کا دورانیہ کتنا ہے؟ 44
حاملہ عورت کی عدت 44
عدت میں کیا شامل ہے؟ 45
کیا بیوہ اپنی عدت کے دوران گھر سے باہر جا سکتی ہے؟ 45
کیا ہم قبروں کے اوپر پودے لگائیں؟ 45
کیا آپ ختم القرآن منعقد کر سکتے ہیں یا مرحومین کے لئے قرآن خوانی کر سکتے ہیں؟ 45
کیا آپ برسی منا سکتے ہو؟ 46
کیا آپ کو سوگواروں کو کھانا کھلانا چاہئے؟ 46
کیا کھانے پر برکت کے لیے دم کرنا قابل قبول ہے؟ 47
کیا کھانا تقسیم کیا جانا چاہئے؟ 47
کیا آپ کو غیر مسلموں کے جنازوں میں شرکت کرنا چاہئے؟ 47
کیا پوسٹ مارٹم کی اجازت دینا ٹھیک ہے؟ 48
کیا اعضاء کا عطیہ جائز ہے؟ 48
کیا آپ قبروں کی زیارت کریں؟ 48
آپ مرنے والے کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ 48
بیٹے کی اپنی بیوہ ماں کی طرف کیا ذمہ داری ہے 49
مزید سوالات 50
کیا خواتین محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہیں؟ 50
کیا اکیلی عورتیں حج کے لئے جا سکتی ہیں؟ 50
کیا موسیقی حلال ہے؟ 50
کیا میرا بچہ کوئی موسیقی کا آلہ بجانا سیکھ سکتا ہے؟ 50

ہمیں ثقافت کے بارے میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم نے یہ کورس کیوں ترتیب دیا ہے؟ جب ہم قرآن کی آیات کو پڑھتے ہیں تو، ہمیں ایسی بہت سی آیات ملتی ہیں جو کہ ثقافت کے بارے میں ہیں- لوگ شاید اس لیے بھی سچائی کو تسلیم نہ کر پائیں کیونکہ وہ ان کی ثقافت کے بر خلاف ہے۔ سورۂ البقرہ میں ارشاد ہے:

> اور جب کوئی ان (مشرک) لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم بھیجا ہے اس پر چلو تو کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اسی (طریقہ) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ ان کے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتابوں کی) ہدایت رکھتے ہوں۔ (2:170)[1]

جب ہم کسی چیز سے واقف نہیں ہوتے ہیں تو ہم اسے کرنے کے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن ہم ہچکچاتے ہیں۔ لیکن جب ہم اس سے واقف ہوں تو ہمارے لیے اس کو کرنے کے امکان زیادہ ہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، روایات بدل جاتی ہیں، معاشرے بدلتے ہیں اور رسوم ورواج میں بھی تبدیلی آجاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے لوگوں کو واپس پٹڑی پر لانے، انہیں واپس سیدھے راستے پر لانے کے لئے رسول بھیجے۔ جب وہ راستے سے بھٹک جاتے تو اللہ تعالیٰ اس بات کی وضاحت کے لئے ہدایت بھیجتا کہ کیا قابل قبول ہے اور کیا نہیں۔

ہر دور اور ہر صدی اور ہر ملک میں ہمارے ہاں ثقافتی مسائل رہے ہیں، اور جب یہ ثقافتی روایات اور رواج ہمارے اسلامی اصولوں کے منافی ہوتے ہیں تو یہ بات مجھے بہت تکلیف دیتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ روایات جڑ پکڑ لیتی ہیں اور اسلامی رنگ اختیار کر جاتی ہیں اور اس قدر مروج ہو جاتی ہیں کہ ثقافت کو اسلام سے الگ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ طور طریقے اسلامی تصورات میں اتنے مل گئے ہیں اور انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے کہ ہمارے لیے یہ تمیز مشکل ہو جاتی ہے کہ اسلام کہاں ختم ہو رہا ہے اور ثقافت کہاں سے شروع ہو رہی ہے۔

پچھلے 25 سالوں میں، میں نے ایسے بہت سے مشترکہ مسائل جمع کیے ہیں جو مختلف پس منظر کے لوگوں - مشرق وسطیٰ، برصغیر پاک و ہند اور دوسرے لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور میں نے ان کو مرتب کرنے اور ان پر ایک کورس ترتیب دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

[1] ۔ ترجمہ آیات از اشرف تھانوی، https://www.quranexplorer.com/Quran/

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ثقافتی مسائل کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے، خود انبیاء کے وقت میں بھی ثقافتی مسائل موجود تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم اور شریعت کے ساتھ بھیجا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تر ثقافت کو ختم کر کے اور صفر سے شروع نہیں کیا۔ یہ تسلیم کرنا غلط ہے کہ ایسا معاملہ تھا۔ ایک مثال پیش کرنے کے لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عرب برادری میں پیدا ہوئے تھے اور وہ ایک مخصوص انداز کا لباس پہنتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرز کا لباس پہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس پہننے کا کوئی نیا انداز ایجاد نہیں کیا۔ یہ ان کی ثقافت تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ لوگوں کو زیادہ مناسب طور پر لباس پہننے کے بارے میں کچھ رہنما اصولوں کی ضرورت تھی، لہٰذا مختلف مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کی لمبائی یا اس کے رنگ کے بارے میں مخصوص ہدایات دیں جو کہ پہنے جاسکتے ہیں لیکن مجموعی طور پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا لباس قبول کیا اور اسی طرح کے کپڑے پہنے۔

ثقافتی معاملات لباس سے بالاتر ہو جاتے ہیں، وہ ہمارے لین دین، ہمارے عقائد، ہماری عملی عبادات، اور نکاح کی تجاویز / 'رشتوں'، "شادیوں اور ازدواجی تعلقات وغیرہ کا احاطہ کرتے ہیں۔ کیا چیز اسلامی ہے اور کیا نہیں؟

ایسے بہت سارے موضوعات ہیں، لیکن میں ان تین اہم موضوعات پر توجہ دوں گا۔

- پیدائش
- شادیاں
- موت

ہر موضوع خود ہی ایک مکمل کورس ہو سکتا تھا، اور میں ان کی تعریف بیان کروں گا اور پھر عام امور کو دیکھوں گا۔ میں آپ کو مچھلی نہیں دوں گا، (چاہے آپ کو مچھلی پسند ہے یا نہیں) میں آپ کو مچھلی پکڑنا سکھاؤں گا۔ اور یقینا، مچھلی بنگالی برادری میں بہت مقبول ہے۔

عرف کی تعریف

لسانی تعریف

عربی زبان میں ، جب آپ لغت کھولتے ہیں تو لفظ "عرف" تین حرفوں "ع"، "ر "اور" ف "سے مل کر بنا ہوتا ہے جس کی بنیاد "عرفہ "(جاننا) سے ہے، اور 'معارفت' جو کہ علم ہے۔ ان دونوں لفظوں کا مطلب کسی چیز سے واقف ہونا بھی ہے۔ آپ شاید 'عادۃ' اور 'عادت' جیسے مترادف الفاظ جانتے ہوں جس سے مراد لوگوں یا قوموں کی ثقافت ہے ،(اگرچہ اس میں کچھ استثناء بھی ہیں) لیکن بنیادی طور پر اس کا مطلب ہے کہ لوگ کس چیز سے واقف ہوں۔

قرآنی تعریف

قرآن مجید میں، جب آپ لفظ 'عرف' کے تحت تلاش کرتے ہیں تو یہ لفظ بطور 'عرف' نہیں ملتا، بلکہ 'معروف' اور' بالمعروف' کے طور پر ملتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی سورۃ اعراف میں ارشاد فرماتے ہیں:

خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿١٩٩﴾

سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئیے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئیے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئیے۔(7:99)

اللہ تعالیٰ لوگوں کو عرف کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ عرف کی مختلف اقسام ہیں اور ہم ان سب کو قبول نہیں کرتے، لہذا ہمیں یہ سیکھنا ہو گا کہ دونوں صورتوں کے میں فرق کیسے کیا جائے۔

سنت کے مطابق تعریف

سنت میں ہمارے پاس عرف کے حوالے بھی موجود ہیں۔ لفظ معروف ہمارے لیے جانا پہچانا ہے۔ ابوسفیان کی اہلیہ ہند کے واقعہ میں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ اس کا شوہر کنجوس ہے۔ وہ اس پر اپنے بچوں پر خرچ نہیں کرتا، تو وہ اس صورتحال میں کیا کر سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس سے لے لو، اسے بتائے بغیر، جو کچھ بھی آپ کے اور آپ کے بچوں کے لئے معروف (کافی) ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے کہا:

> 'اے اللہ کے رسول! ابوسفیان ایک کنجوس انسان ہے اور وہ مجھے اتنا نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو۔ کیا میں اس کی اجازت کے بغیر اس کا مال لے سکتی ہوں؟ '

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو آپ کے اور آپ کے بچوں کے لیے کافی ہے اتنا لے لو، اور اس کی مقدار مناسب اور معقول ہونی چاہئے۔'(بخاری)

اگرچہ یہ معاملہ بہت ساری خواتین سے مطابقت رکھتا ہے، یقینا بہترین طریقہ یہ ہے کہ میاں اور بیوی میں باہمی احترام اور اچھا تعلق ہو، بجائے اس کے کہ وہ پیٹھ پیچھے اس کا مال لے اور اس کا آئی فون چیک کرے۔

قرآن مجید میں عرف کی مثالیں

قرآن مجید کی مزید مثالیں یہ ہیں:

Utrujj
Knowledge & Creativity

۞ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ
لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا
مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم
بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٣﴾

مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو۔ ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے، پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو مطابق دستور کے جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کر دو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے
(2:233)

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾

اس طرح جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے۔ یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔ (2:241)

اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو' یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو 'ایسا بھی نہ کرنا کہ حد انصاف سے تجاوز کر کے اس خوف سے ان کے مال ہی جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔ یتیم کا جو سرپرست مالدار ہو وہ پرہیز گاری سے کام لے اور جو غریب ہو وہ معروف طریقہ سے کھائے پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو اس پر گواہ بناؤ اور حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے (4:6)

عرف قانونی ماخذ کے طور پر

عرف ایک بڑا اور سنجیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جو تمام زبانوں میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی سطح پر پڑھا جاتا ہے۔ گیارہویں صدی ہجری میں حنفی مکتب کے ایک عالم ابن عابدین نے عرف پر ایک رسالہ (مقالہ) لکھا، جو تقریباً ایک سو صفحات پر مشتمل ہے، جس میں عرف کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور کسی نے ان کے اس رسالہ پر پی ایچ ڈی کی ہے۔

اسی مناسبت سے علمائے کرام نے قرآن و سنت سے عرف کو حوالے کے طور پر لیا ہے اور اسے شریعت کے سرچشموں میں سے ایک سمجھا ہے۔

شریعت کے سرچشموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: متفقہ اور غیر متفقہ سرچشمے۔ حاکمیت کے متفقہ سرچشمے قرآن، سنت، اجماع (اتفاق رائے) اور قیاس (مشابہت) ہیں۔ یہ حاکمیت کے متفقہ سرچشمے ہیں۔ ہمارے پاس دس کے قریب غیر متفقہ سرچشمے ہیں، ان میں عرف بھی ہے۔ یعنی چاروں مسلک عرف کو حاکمیت کا ذریعہ نہیں مانتے ہیں۔ مالکی مسلک عرف کو شریعت کا لازمی سرچشمہ سمجھتا ہے۔ اور حنفی مسلک اس کو دیگر ماخذوں میں سے ایک کے طور پر قبول کرتا ہے۔ شافعی اور حنبلی مسلک بعض معاملات میں عرف کو ایک ماخذ کے طور پر سمجھتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ مالکی اور حنفی مسلک ہیں جو عرف سے رجوع کرتے ہیں۔

اگر معاشرے میں ایسا کوئی عام مسئلہ ہو جس کے بارے میں کوئی آیت نہیں ہے اور جو کہ قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہے تو کیا عرف کو حاکمیت کے سرچشمے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے؟ حنفی اور مالکی مسلک کہتے ہیں، ہاں۔ مالکی اس کو عمل الاہل مدینہ۔ یعنی اہل مدینہ کے طرز عمل سے تعبیر کرتے ہیں۔ کتاب الموطہ میں، جس میں امام مالک نے حدیث اور فقہ کے مسائل کی درجہ بندی کی ہے، بہت سارے ایسے معاملات ہیں جن میں مدینہ منورہ کے لوگوں کے طرز عمل کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ کیوں؟ مدینہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور انہوں نے دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے زندگی گزاری۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ کام کرتے ہوئے دیکھا اور اپنی تایید سے ان کے طرز عمل کی منظوری فرمائی۔ اسے اقرار کہا جاتا ہے۔

عرف غیر تحریری قانون ہے۔ کیوں؟ کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ واقف ہیں، مروجہ ہے اور عام۔ یہ عمومیت اور مقبولیت کی بنیاد پر رائج ہوا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ مقبولیت ہمیشہ کسی تصور کے تسلیم یا مسترد ہونے کا معیار نہیں ہوتی۔ مقبولیت آج کل کے دور کا مزاج ہے۔ بورس اور ٹرمپ مشہور ہیں، لیکن یہ ان کی ذہانت یا دیانتداری کی کوئی عکاسی نہیں ہے!

لہٰذا مقبول ہونا، شریعت میں کسی چیز کو قابل نہیں بناتا۔

عرف کی اقسام

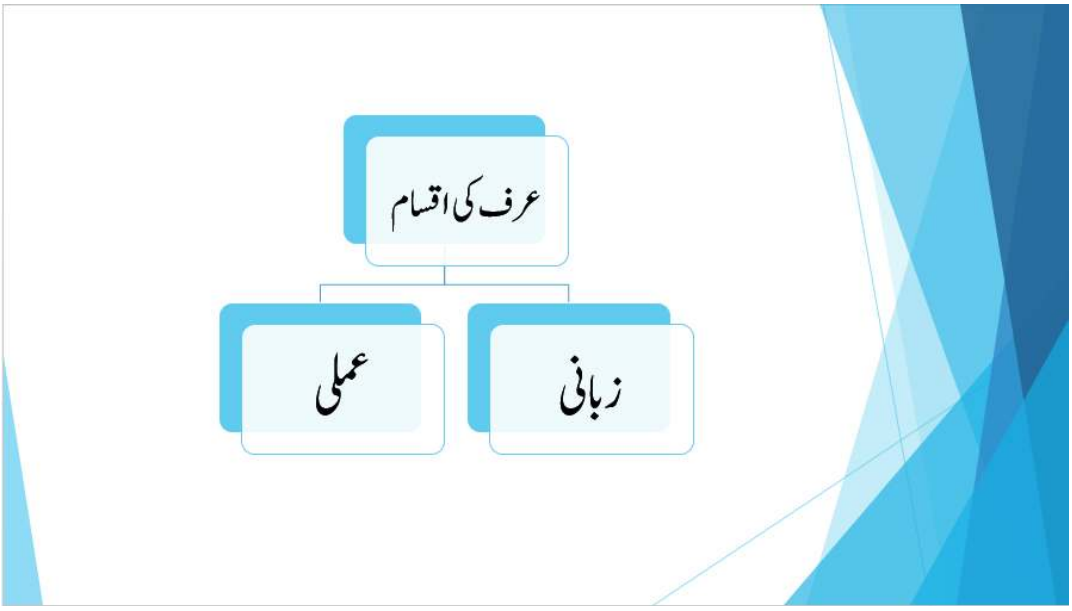

زبانی عرف

یہ وہ معنی ہیں جو معاشرہ سمجھتا ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں۔

زبانی عرف کی ایک مثال یہ ہے کہ جسے کوئی کچھ کہتا ہے، مثال کے طور پر حلف اٹھاتا ہے اور اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا، لیکن پھر مچھلی کھالیتا ہے۔ کیا اس نے حلف توڑا ہے؟ لسانی نقطہ نظر سے ہاں، اس نے ایسا کیا ہے۔ عرف کے نقطہ نظر سے، ہم پوچھتے ہیں کہ اس شہر میں 'گوشت' کا کیا مطلب ہے؟ بہت سے شہروں میں، مچھلی کو گوشت نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو، اس نے حلف نہیں توڑا۔ لہذا اس کے حلف کی صداقت کا اندازہ اس کے مطابق کیا جاتا ہے کہ اس کے معاشرے کے لوگ اس بات کے معنی کس طرح سمجھتے ہیں۔ یہ زبانی عرف ہے۔

عملی عرف

عملی عرف کی ایک مثال یہ ہے کہ جب آپ کوئی چیز خریدتے ہو تو کیا آپ کو اس کی ترسیل کے لئے اضافی قیمت ادا کرنا پڑے گی یا نہیں؟ مثلاً اگر آپ فریج خریدتے ہیں تو، عرف یہ ہے کہ یہ مفت میں (منزل تک) پہنچائی جاتی ہے۔ اگر بیچنے والا دعوی کرتا ہے کہ خریدار کو ترسیل کے لئے اضافی ادائیگی کرنی چاہئے تو ہم عرف کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ اس علاقے میں عام رواج کیا ہے۔ اگر عام رواج یہ ہے کہ یہ کام مفت کیا جاتا ہے تو بیچنے والا زیادہ ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا، جبکہ اس نے یہ متعین نہیں کیا تھا کہ ترسیل شامل ہے یا نہیں، کیونکہ عام طور پر توقع کی جاتی ہے کہ قیمت میں ترسیل بھی شامل ہے۔

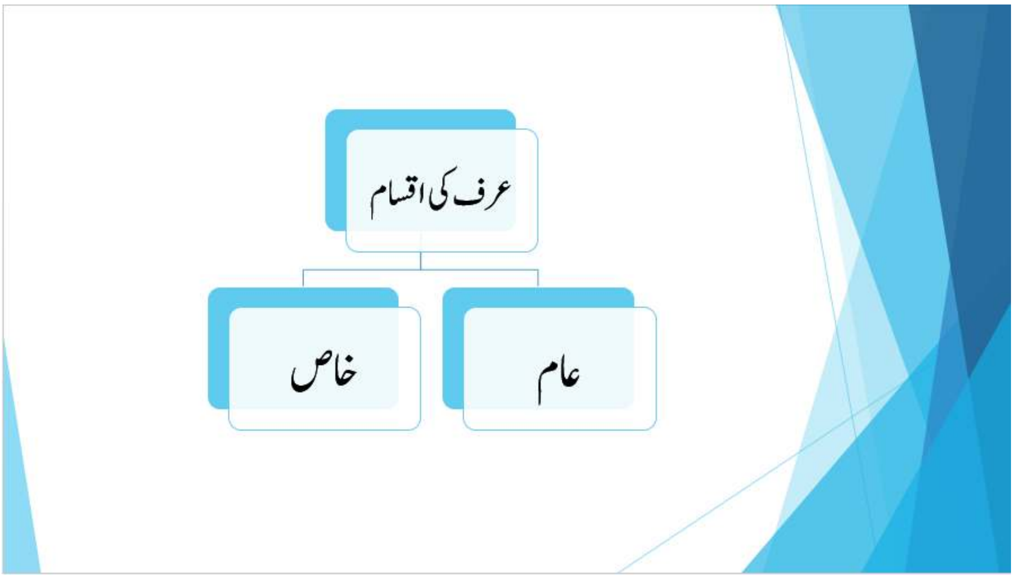

عرف کو عام اور خاص کے لحاظ سے بھی درجہ بندی کیا جاسکتا ہے۔ جب ہم عرف کو ایک اور زاویے سے دیکھیں تو ہم اسے دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: عمومی (عام) اور مخصوص (خاص)۔

عام عرف وہ ہے جس سے ہر ایک واقف ہوتا ہے۔ خاص عرف کسی خاص گروہ، یا پیشے کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اسٹاک مارکیٹ یا غیر ملکی زرمبادلہ میں، (ٹرانزیکشن) مالی لین دین فوری نہیں ہوتا ہے، وہ T + 1، T + 2، اور T + 3 (یعنی ٹرانزیکشن کی تاریخ کے علاوہ ایک دن، دو دن اور جمع تین دن بالترتیب) ہوسکتے ہیں۔ 'T' سے مراد لین دین کی تاریخ ہے۔ یہ ان کے پیشے کا عرف ہے۔ دوسرے شعبوں میں یہ عام نہیں ہے۔

صنعت سازی میں ہمارے ہاں ضمانت کا تصور موجود ہے - جب آپ کوئی مصنوعات خریدتے ہیں تو وہ ایک سال کی وارنٹی کے ساتھ آتی ہے۔ لیکن یہ انشورنس کے ساتھ نہیں آتی۔ (انشورنس کی اجازت ایک طرف رکھتے ہوئے)۔ لہٰذا اگر آپ کے پاس نیا لیپ ٹاپ ہے تو آپ کو خود بخود ایک سال کی وارنٹی مل جاتی ہے۔ اگر بیچنے والے کہتے ہیں کہ اس کی کوئی وارنٹی نہیں ہے، تو یہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ یہ عرف عام ہے۔

صحیح اور غلط عرف

عرف کی درجہ بندی کا زیادہ اہم حصہ یہ بات سمجھنا ہے کہ کون سا عرف صحیح ہے اور کون سا غلط ہے۔ ہمیں یہی بات واضح طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے اور جب ہم ان معاملات پر غور کریں گے تو اس بات کی طرف کئی بار رجوع کریں گے کہ کیا جائز ہیں اور کیا نہیں ہے۔

فاسد (غلط) عرف وہ ہے جسے ہم تسلیم نہیں کرتے اور صالح (صحیح) عرف وہ ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں۔

صحیح عرف وہ ہے جو کہ اسلام میں جائز ہے، وہ شرعی حدود سے باہر نہیں ہے اور اسی وجہ سے اسے جائز سمجھا جاتا ہے۔ چاہے کتنے ہی لوگ ان کو قبول کرلیں، غلط طرز عمل وسیع پیمانے پر استعمال کرنے سے حلال نہیں ہو جاتا۔

مثال کے طور پر، ربا (سود کے ساتھ قرض دینا)۔ اللہ تعالیٰ نے فروخت حلال کر دی، لیکن ربا حرام ہے۔ اس معاملے پر یہ عبارت واضح ہے:

جو لوگ سود کا مال کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر پاگل کر دیا ہے اور اس کی حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے" حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت آ پہنچے اور آئندہ وہ سود خواری سے باز آ جائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، سو کھا چکا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے، وہ جہنمی ہے، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ (2:275)

اگر کوئی عمل حدود کو عبور کرتا ہے جیسے سود تو، یہ ناقابل قبول ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ کتنے ہی لوگ اس عمل میں مصروف ہیں۔

کچھ لوگ اس کے بارے میں فلسفیانہ رائے رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ 'اللہ تعالیٰ ایک مختلف سود کے بارے میں فرما رہا ہے جو 1400 سال پہلے موجود تھا۔ جو کہ آج کے ربا سے مختلف تھا۔ اچھی کوشش ہے، لیکن اور زیادہ کوشش کر کے دیکھو! سود حرام ہے۔ بات ختم!

صحیح عرف وہ ہے جو حلال کو حرام میں تبدیل نہ کرے۔

مثال کے طور پر، اگر لباس عورہ (نجی حصوں) کو ڈھانپ لیتا ہے تو وہ قابل قبول ہے، لیکن اگر وہ عورہ کو نہیں ڈھانپ پاتا تو یہ حلال نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا:

آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو آپ کو ناپاک کی کثرت بھلی لگتی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اے عقل مندو! تاکہ تم کامیاب ہو۔۔ (5:100)

کسی بھی چیز جو کہ حدود کو عبور کرے، حلال کو حرام میں تبدیل کرے، قابل قبول نہیں ہے۔
اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ کتنے ہی لوگ اسے تسلیم کرتے ہیں یا اسے اپناتے ہیں

قوائد فقہیہ۔ فقہ کے اصول

قوائد، قائدہ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے بنیاد۔ ہم میں سے بہت سے لوگ اس لفظ سے خوفزدہ ہیں جب سے بن لادن نے اسے منتخب کیا اور اسے ممنوع بنا دیا!

اسکالرز قرآن و سنت سے ہی قوائد فقہیہ اخذ کرتے ہیں، جو کہ اصولوں پر مبنی فقہ کا علم ہے۔

اسلام میں، ہمارے پاس علم کا مینار ہے۔ اس کی بنیاد میں ہمارے پاس فقہ ہے جو کہ اسلامی قانون ہے، (نماز کیسے پڑھی جائے، زکوۃ کیسے ادا کی جائے، حج کیسے ادا کیا جائے وغیرہ)۔ اس کے اوپر ہمارے پاس قوائد الفقہ ہیں، جو فقہ کے عمومی اصول ہیں۔ خصوصی علم جو کہ فقہ سے الگ ہے۔ پھر ہمارے پاس اصول الفقہ ہیں، جو فقہ کے اصول ہیں، اور پھر ہمارے پاس سب سے اوپر مقاصد الشریعۃ، یعنی شریعت کے مقاصد ہے۔ ان علوم میں سے ہر ایک اپنی جگہ الگ علم ہے۔

علم کی تکون

عرف بحیثیت ثالث

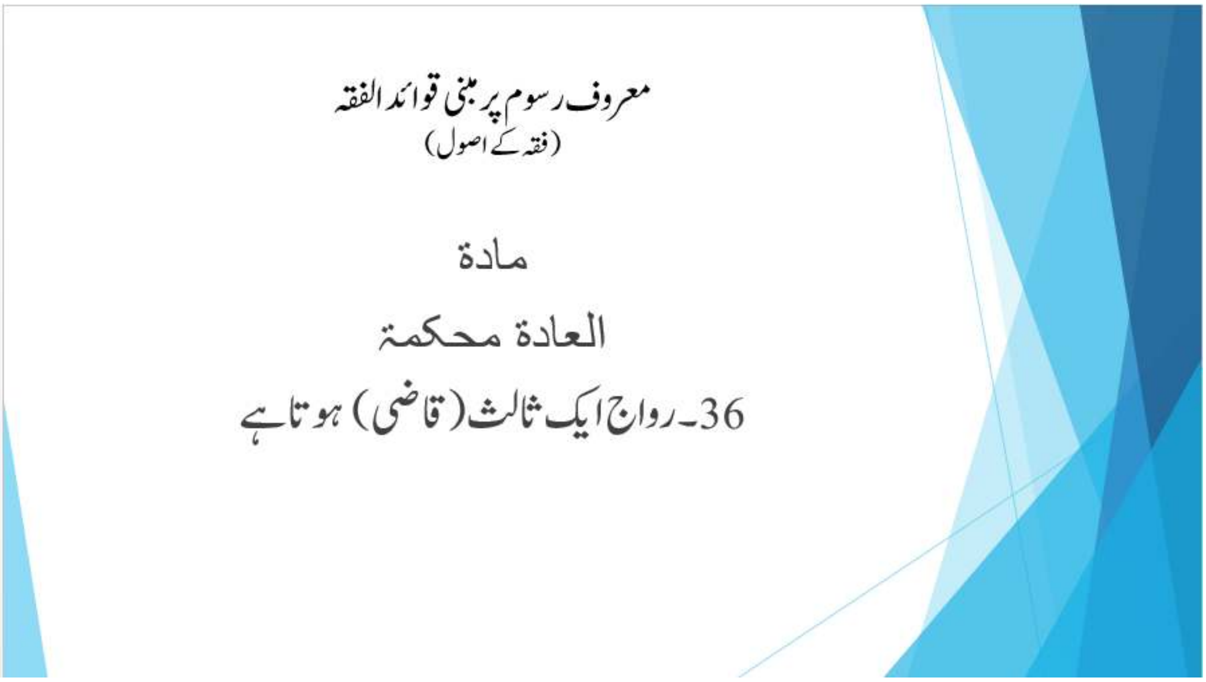

اگر ہمارا کسی بات پر اختلاف ہے، تو ہم فیصلہ کرنے کے لیے عرف کو ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہم پتہ کرتے ہیں کہ اس بارے میں معمول کیا ہے؟ مثال کے طور پر، کیا مصنوعات کی ترسیل مفت ہے یا نہیں؟ اگر معمول مفت ترسیل کا ہے، تو اس سے معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عرف نے اس مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ یہ ثالثی کا طریقہ ہے۔

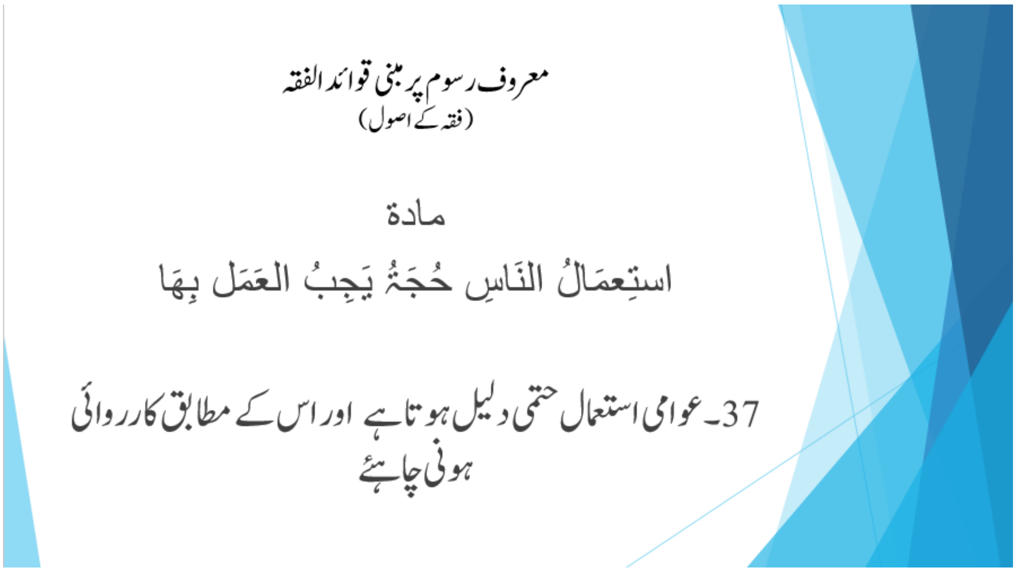

عوامی استعمال حتمی دلیل ہوتا ہے اور اس کے مطابق کارروائی ہونی چاہئے۔ اگر لوگ دن رات اس پر عمل پیرا ہیں اور یہ نقصان دہ نہیں ہے تو، اسے قانون میں قبول کیا جاتا ہے۔

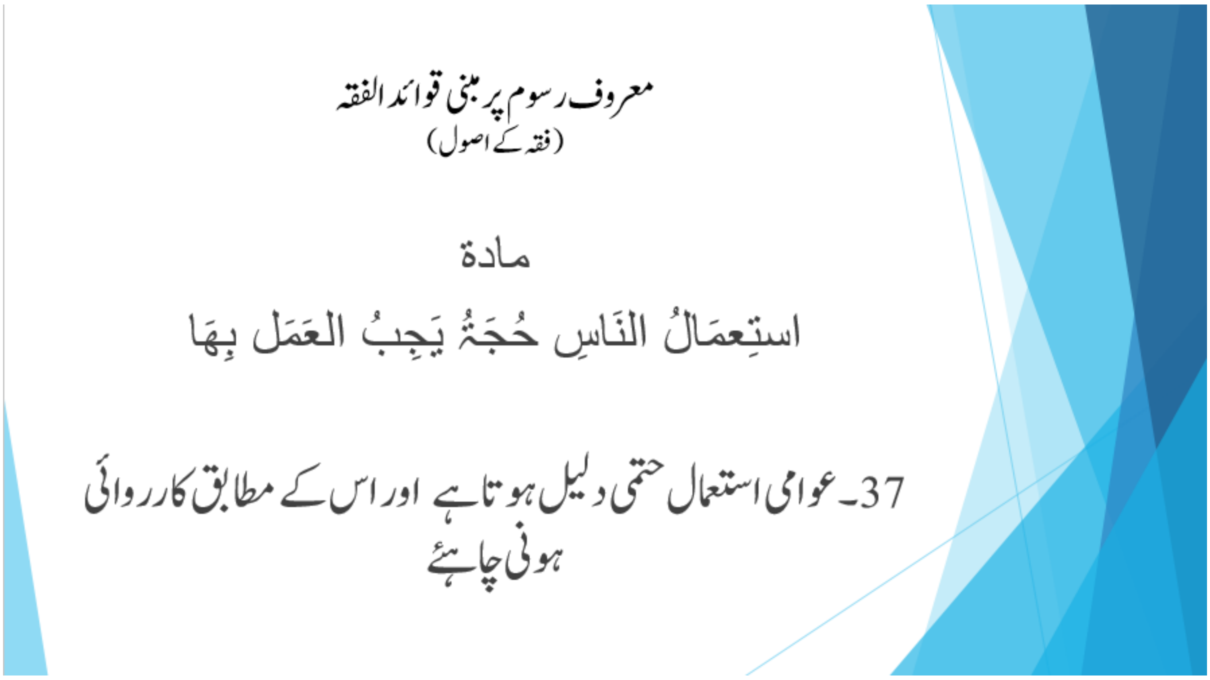

کچھ احکام، خاص طور پر جو عرف پر مبنی ہوں، وہ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ 200 سال کے بعد جو اصول ہوں گے وہ بدلے ہوئے اصول ہوں گے۔ فقہ میں جو لچکدار اور غیر لچکدار کا تصور موجود ہے۔ ہم جو طے شدہ ہیں اسے تبدیل نہیں کر سکتے ہیں، لیکن عرف پر مبنی قواعد عام طور پر بدلے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ کچھ دانشور ایسے بھی ہیں جو اس کی سمجھ نہیں رکھتے ہیں، جو کہتے ہیں، "نہیں"۔ یہ شریعت ہے۔ 'وہ یہ تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ شریعت ایک پرانے عرف پر مبنی تھی جو اس کے بعد بدل گیا ہے، لہذا ہمیں اسے تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یقینا،

صرف اہل افراد ہی یہ کام کرسکتے ہیں۔ کوئی اور نہیں جو دکھاوا کررہاہے کہ اس کے پاس علم ہے اور وہ مذہب کا احیاء کرنا چاہتا ہے اور اسے تبدیل کرنا چاہتا ہے۔

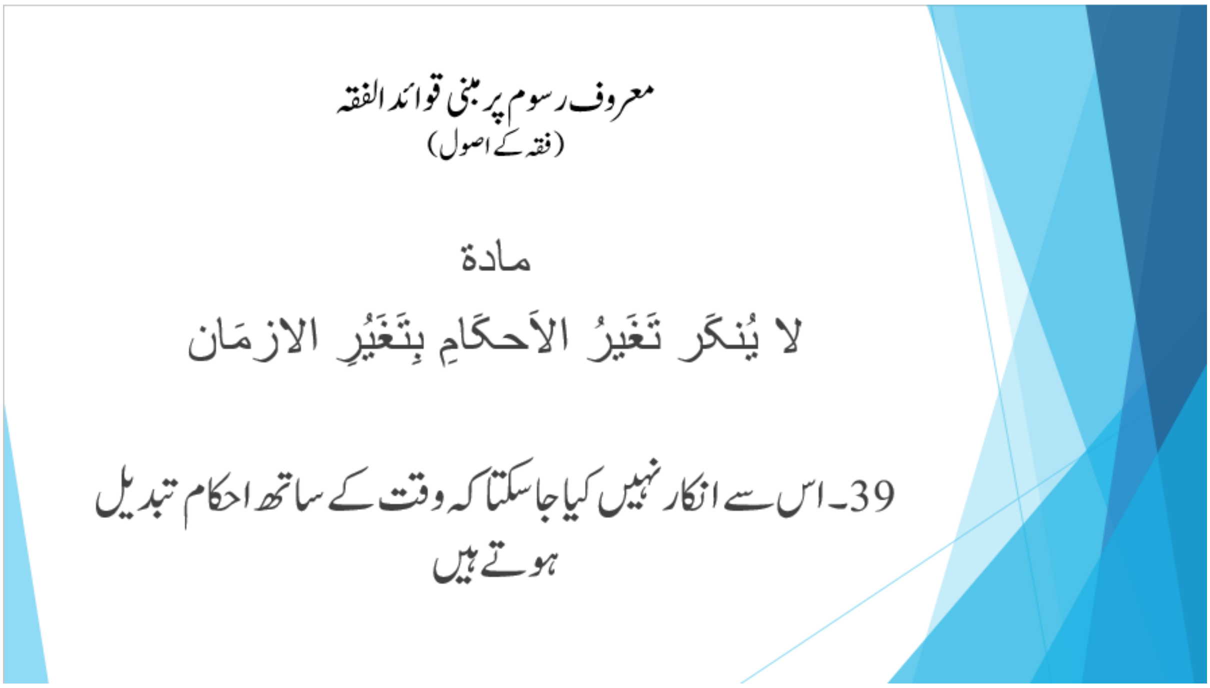

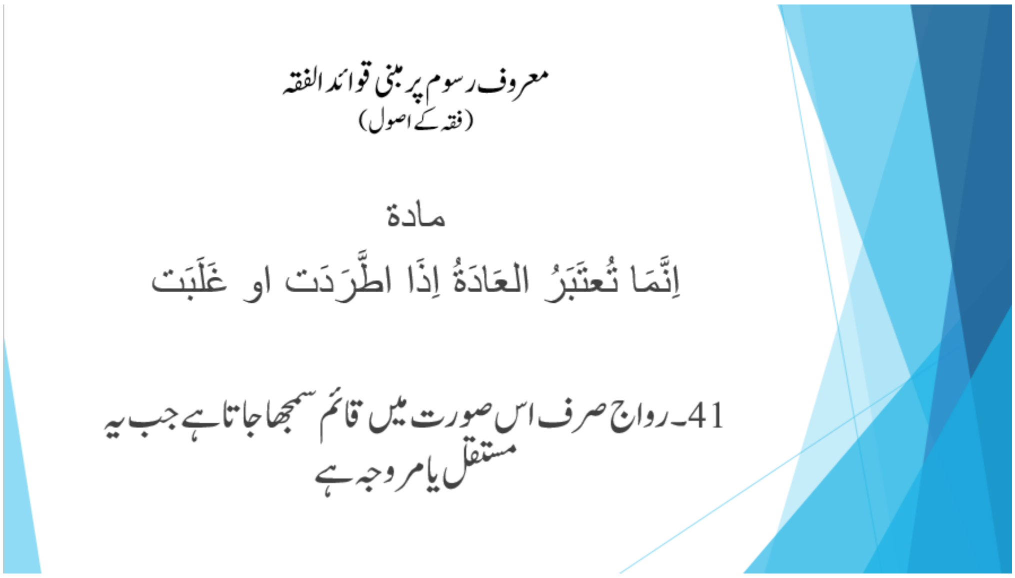

ثقافت کو صرف اسی صورت میں قائم سمجھا جاتا ہے اگر یہ مستقل یا مروجہ ہو۔ اگر یہ نہیں ہے تو اسے کسی فیصلے کی اساس نہیں سمجھا جاسکتا۔ ہم کسی استثنا کی بنیاد پر کوئی کیس نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر اگر کسی نے کسی موقع پر ترسیل کے لئے ادائیگی کی ہے تو، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگلی ترسیل کی ادائیگی بھی اسی طرح کی جانی چاہئے، کیونکہ عام طور پر یہ مفت ترسیل ہے۔ یہ برطانیہ کے قانون سے مختلف ہے جو کہ کیس پر مبنی قانون ہے۔

عرف صرف ایک رواج ہے جس کی اکثریت پیروی کرتی ہے۔ اگر 80٪ لوگ کسی عمل کی پیروی کرتے ہیں تو، ہم 20٪ کو ثالثی کے ذریعہ کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ 2٪ لوگوں کے ذریعہ کیے جانے والے عمل کو عرف نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ بریکزیٹ اور باقی رہ جانے والوں کے مابین 2٪ فرق تھا!

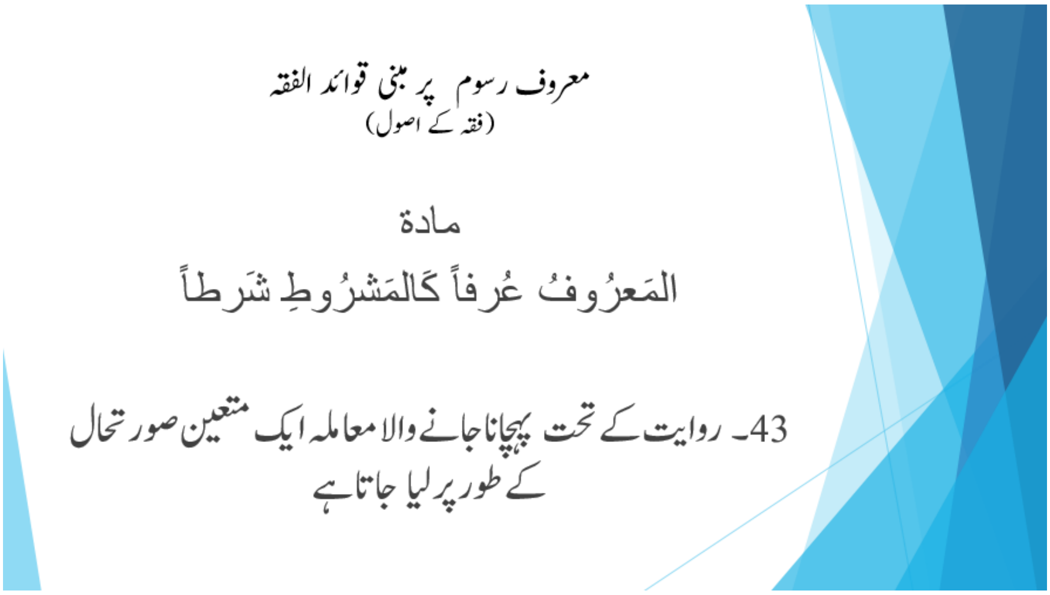

وہ معاملہ جو عرف کے نام سے پہچانا جاتا ہے وہ ایک غیر تحریری صورتحال ہے۔ مثال کے طور پر، اگر معاہدہ مفت ترسیل کو متعین نہیں کرتا تھا تو بھی، مفت ترسیل کی توقع کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ عرف ہے۔ اس کو معاہدہ میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ہر کوئی اس سے واقف ہے۔ اس کو درج کیے بغیر بھی اس کی توقع کی جاتی ہے۔

اگر بیچنے والا اصرار کرتا ہے کہ ترسیل کی قیمت ادا کرنی چاہئے تو، جج متعدد ماہرین کو بلا کر کے ان سے عرف کے بارے میں دریافت کر سکتا ہے۔ اگر ماہر گواہ کہتے ہیں کہ مفت ترسیل کا رواج ہے تو، یہ کیس ختم ہو گیا۔

ثقافت اور اسلام

اسلام اور ثقافت متضاد نہیں ہیں۔ اسلام اقدار کا ایک مجموعہ ہے جو کسی بھی ثقافت کو قبول کر سکتا ہے جو ان اقدار کی حد کے اندر کار فرما ہے۔ جہاں بھی کسی ثقافتی عمل اور اسلامی اصولوں کے مابین کوئی تنازعہ نہیں ہے، تو اسلام اپنے اندر وسعت رکھتا ہے اور اس ثقافت کے ساتھ مطابقت پیدا کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر، چینی ثقافتی اس وقت تک اسلامی ہے جب تک کہ وہ اسلام کی مقرر کردہ حدود کو عبور نہیں کر رہی۔ اسلام خالص اسلام نہیں ہے، کوئی 'اسلامی ثقافت' نہیں ہے۔ ہر ثقافت اسلامی ہے۔ جب تک کہ اس کی روش حرام نہیں ہے، یہ ٹھیک ہے، خواہ وہ عرب ثقافت ہو، ایشیائی یا انگریزی۔

پیدائش کی رسومات

پیدائش کی 7 سنتیں

جب ہمارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس نعمت کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ سنت کی پیروی میں ہمارے کرنے کے 7 کام ہیں۔

1۔ خوشخبری پہنچانا (بشارة)

ہم اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بچے کی آمد کی خوشخبری دیں کہ آپ کو اللہ نے صحتمند بچے سے نوازا ہے۔

2۔ بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت پڑھیں

دائیں کان میں آہستہ آواز کے ساتھ اذان دیں اور بائیں کان میں اقامت کہیے۔ اس کی تصدیق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ ابو موسی نے کہا:

> میرا بیٹا پیدا ہوا، اور میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کچھ کھجوروں کے ساتھ تحنیک کی (گھٹی دی) اور اللہ سے دعا کی کہ وہ اس پر اپنا فضل عطا فرمائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس مجھے پاس پکڑا دیا۔ (بخاری و مسلم)

3۔ تحنیک کریں

جب لوگ اپنے نوزائیدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور لیتے، اسے اپنے ہی منہ میں چبا لیتے اور پھر اسے بچے کے منہ میں ڈال دیتے تھے۔ ضروری نہیں کہ پوری کھجور، بلکہ اس کا کچھ حصہ۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان نہیں ہیں، تو سنت کیا ہے؟ معاشرے کے کسی بھی نیک فرد سے تحنک کرنے کو کہا جائے۔ کوئی ایسا شخص جو پرہیز گار ہو اور نیک شہرت رکھتا ہو، وہ ایک شیخ، حافظ قرآن، اور معاشرے میں کوئی ولی بھی ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ آپ کا بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والوں میں شامل ہو گا۔

دعا کریں

تحنک کے بعد، وہ نیک شخص نوزائیدہ کے لیے دُعا کرتا ہے، کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو نیک لوگوں میں سے بنائے، انہیں سیدھے راستے پر رکھے، ان کا دل کشادہ فرمائے اور حق کی طرف رہنمائی کرے۔ اور یہ کہ آپ کو دنیا اور آخرت میں ان پر فخر ہو۔

4۔ بچے کا سر منڈوائیں

ساتویں دن، بچے کا سر منڈوائیں۔ کیا یہ ساتویں دن سے پہلے کیا جا سکتا ہے؟ ہاں، لیکن ساتویں دن ایسا کرنا بہتر ہے کیونکہ ابتدائی چند دنوں میں بچے کا سر ابھی نرم ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا کہ وہ حسن رضی اللہ عنہ کے سر کے بال اتاریں، اس کا وزن کریں اور صدقہ میں اس کے برابر سونا دیں۔

یہ تقریبا50 یا100 پاؤنڈ کے قریب ہو گا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بدعت ہے (ایک اختراع) ہے لیکن سنت سے اس کی تصدیق کی گئی ہے۔ علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن الحسن کے لئے بھیڑ کی قربانی دی اور فرمایا، "فاطمہ! اس کا سر مونڈو، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دے دو، چنانچہ انہوں نے اس کا وزن کیا اور اس کا حساب ایک درہم یا درہم کا کچھ حصہ بنا۔ (ترمذی)

اس بارے میں کچھ بحث کی جاتی ہے کہ کیا یہ صرف لڑکوں کے لئے ہے۔ یہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لیے ہے۔ کچھ ثقافتوں میں لڑکیوں کا سر منڈانا معمول کی بات نہیں ہے، تو یہ صحیح ہے، لیکن سنت یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے دونوں ہی کا سر منڈوائیں۔

5۔ بچے کا نام رکھنا

سمرہ ابن جندب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک لڑکے کا اپنے عقیقہ پر حق ہے، ساتویں دن اس کے لئے قربانی دی جاتی ہے، اس کا سر منڈوایا جاتا ہے اور اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ (سنن ابو داؤد)

کسی خاص دن پر بچے کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس کا انتخاب ساتویں دن تک کر لینا چاہئے۔ بچے کا نام رکھنے کا حق کس کو ہے؟ والدین. یہ کوئی حق کی بات نہیں ہے بلکہ باہمی رضامندی کی بات ہے۔ شوہر اور بیوی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شوہر بیٹوں کے ناموں کا انتخاب کرے گا اور بیوی بیٹیوں کے نام منتخب کرے گی اور پھر ان کے تمام بیٹے یا بیٹیاں ہو سکتی ہیں! کیا وہ شخص جو بچے کا نام رکھتا ہے وہ بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے؟ نہیں.

سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحیح نام منتخب کریں۔ آپ کا نام آپ کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ آپ کا پہلا تاثر آپ کا نام ہے۔ یہ وہ لیبل ہے جس کے تحت آپ پوری زندگی میں پہچانے جاتے ہیں۔ لہذا، آپ کو سفارش کی جاتی ہے، بلکہ یہ بچے کا حق ہے کہ آپ ان کے لئے صحیح نام منتخب کریں۔

جب بھی میں کسی سے ملتا ہوں تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کے نام کا کیا مطلب ہے۔ مجھے ان لوگوں سے مل کر حیرت ہوتی ہے جو اپنے نام کا معنی نہیں جانتے۔ یہ وہ چیز ہے جو آپ اتنے سالوں سے اپنائے ہوئے ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ عرب کہتے ہیں: 'السمع یلُو مسما' - آپ کا نام آپ پر ایک سائبان کی طرح ہے۔ یہ آپ کے ساتھ جاتا ہے جہاں آپ جاتے ہیں، اپنے ذاتی بادل کی طرح۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "لی کلان نصیبون من اسمی"۔ ہر شخص کو اپنے نام سے اس کا حصہ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح نام کے انتخاب میں دلچسپی فرماتے تھے۔

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے نواسے کو جنم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے پھولے نہیں سمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام پوچھا۔ آپ صلی اللہ علہ وسلم کے داماد، علی رضی اللہ عنہ ایک جنگجو تھے اور اسی کے مطابق انہوں نے 'حرب' کا انتخاب

کیا، جس کا مطلب ہے جنگ۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کے نام بدل دیے جن کا کا مطلب تھا خوبصورت ، اچھا اورخوشنما۔

علی ابن ابی طالب سے روایت ہے:

> جب حسن (یعنی علی رضی اللہ تعالی عنہ کا پہلا بیٹا، ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے) پیدا ہوا، تو میں نے اس کا نام حرب (جنگ) رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملنے تشریف لائے اور فرمایا، "مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اسے کیا کہہ کر بلایا ہے؟"
>
> میں نے کہا، 'حرب'۔
>
> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'نہیں، یہ حسن ہے۔'
>
> 'پھر، جب حسین پیدا ہوا، میں نے اس کا نام حرب رکھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اسے کیا بلایا ہے؟'
>
> میں نے کہا، 'حرب'۔
>
> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، 'نہیں، یہ حسین ہے۔
>
> جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا، تو میں نے اس کا نام حرب ہی رکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اسے کیا بلایا ہے؟'
>
> میں نے کہا، 'حرب'۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہا، 'نہیں، یہ محاسن ہے۔' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کہا، 'میں نے انہیں وہ نام دیے ہیں جن سے ہارون نے اپنے بیٹوں، شبر، شوبیر اور مشبیر کے نام سے پکارا ہے۔' (بخاری میں الآداب المفرد، الحاکم، احمد اور دیگر)۔

بہت ساری حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے (جن میں بڑوں بھی شامل تھے) نام تبدیل کیے جن سے ان کی ملاقات ہوئی اور جن کے ناموں کے منفی معنی اور مفہوم تھے، جیسے، حزن نامی آدمی جس کا مطلب، مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر سہل رکھ دیا، جس کا مطلب ہے آسان۔ ذرا تصور کریں کہ کسوئی ایسا آدمی ہو جس کا نام مشکل ہو اور اس کے ساتھ کوئی معاملہدر پیش ہو! سبھی لوگ اپنے کے نام کی طرح نہیں ہوتے ہیں، لیکن کم از کم انہیں اچھے معنی تو دیں۔

لوگ اپنے بچے کو نامناسب، متعدد نام کیوں دیتے ہیں؟ میں نے برصغیر پاک وہند کے لوگوں میں اس رجحان کو دیکھا ہے۔ عرب ثقافت میں ہم صرف ایک نام دیتے ہیں۔ مختصر نام آسان ہوتے ہیں۔ بچون کو تین ناموں کا بوجھ کیوں دیا جائے؟ پھر آپ کو اس کے آخر تک پہنچنے کے لیے ایک منی کیب (چھوٹی ٹیکسی) کی ضرورت ہوگی، اور فارم بھرتے وقت، پاسپورٹ کی تجدید کرتے وقت کی پریشانی...اسے مختصر اور پیارا بنائیں۔

ایک بار مجھے آدھی رات سے پہلے فون آیا۔ کسی کو فوری مشورے کی ضرورت تھی۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ ایسی کیا بات ہے کہ صبح تک انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ اپنے سسرال والوں کے ساتھ اپنے بچے کے ناموں پر تبادلہ خیال کر رہا تھا!...

کیا آپ اپنے بچے کو ایسا نام دے سکتے ہیں جوس کا مطلب، 'چاندی' ہو؟ جب تک کہ کسی لفظ کے معنی برے نہیں تو وہ ٹھیک ہے۔ چاندی ایک دھات ہے اور کوئی بری چیز نہیں ہے، لہذا یہ ایک قابل قبول نام ہے۔ معاملات کو زیادہ پیچیدہ نہ کریں۔

جب آپ کسی دوسری زبان سے نام منتخب کرتے ہیں تو براہ کرم اس کے معنی کو دوبار چیک کریں۔ کچھ ناموں کے برے معنی ہوتے ہیں۔ والدین کو ان کی جانچ کرنی چاہیئے تھی۔ اور اگر آپ قرآن کو کھولتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے کوئی لفظ نکالتے ہیں تو، آپ 'گدھے' کا لفظ یا "لاریب" چن سکتے ہیں جس کا مطلب ہے 'بلاشبہ'۔ یہ تو آپ کو عرب دنیا میں مذاق بنا دے گا۔ محتاط رہیں۔

عرب نام رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیا مذہب اختیار کرنے والے اپنے اصل نام رکھ سکتے ہیں۔ عرب نام رکھنا یا عربی لباس پہننا کی کوئی لازمی نہیں ہے۔ کیا ناموں کو مغربی طرز پر رکھنا ٹھیک ہے جیسے، 'نوح' کی بجائے کسی بچے کا نام 'نواح' رکھنا؟ اگر آپ نام کو غلط تلفظ سے بچانے کے لئے ایسا کرنے کا انتخاب کرتے ہیں تو یہ ایک الگ چیز ہے۔ تاہم، اگر آپ اپنے بچے کو قابل قبول بنانے کے لیے یہ کام کر رہے ہیں تو، یہ آپ کی شناخت کے بارے میں عدم تحفظ کی علامت ہے۔ اپنی شناخت پر فخر کریں۔ اپنے نام کو صرف کسی جگہ پر ف ِٹ ہونے کے لیے تبدیل نہ کریں۔ ہم مختلف ہیں، چاہے ہمیں یہ پسند آئے یا نہ۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے ناموں پر فخر کرتے ہیں لیکن اپنے نام کی وجہ سے ملازمت کے انٹرویو کے لئے بلائے نہیں جاتے۔ یہ بدقسمتی ہے۔ عام طور پر، ہمیں محمد کو "مو" کے طور پر مختصر نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ ہم 'موصلاح' اور 'موفرہ' جیسے ناموں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے یہاں معاندانہ ماحول ہے جہاں آپ ہمیشہ احمد کے نام سے نوکری حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ تاہم جہاں ممکن ہو ہمیں اپنی شناخت پر فخر کرنا چاہیئے اور اسے برقرار رکھنا چاہیئے۔

ہمارے بے شمار مسائل ہیں جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہر کوئی اتنا مضبوط نہیں ہوتا کہ ان کا مقابلہ کر سکے، لیکن اجتماعی کوششوں سے ممکن ہے، نہ کہ انفرادی کوششوں سے کہ ہم اپنی شناخت کو برقرار رکھ سکیں۔ کچھ معاملات میں شاید یہ شناخت ختم ہو جائے یا گھٹ جائے، لیکن یہ ایک مستثنیٰ عمل ہونا چاہیئے، معمول نہیں۔

6۔ ختنہ

ختنہ صرف لڑکوں کے لئے ہے اور یہ سنت ہے۔ ہمارے ہاں عرب اور ایشیائی دنیا میں الگ الگ رواج ہیں، اور یہ عام طور پر 7 ویں دن یا ایک ماہ بعد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ کم عمری میں ہی یہ کام کرنا آسان ہے، لیکن ترک برادری اسے خصوصی لباس اور یہاں تک کہ پریڈ کے ساتھ جشن کے طور پر انجام دیتی ہے۔ جب لڑکے 5-10 کے درمیان ہو جاتے ہیں۔

خواتین کی نسلی تعزیرات سنت نہیں ہیں۔ اس رائے کے حق میں جو جواز پیش کیے جاتے ہیں درست نہیں ہیں۔ ہم ضعیف روایتوں پر بھروسہ نہیں کرسکتے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے - یہ ایک مکمل طور پر ثقافتی عمل ہے۔ اس سے خواتین کو نقصان ہو رہا ہے۔ یہ حرام اور غیر قانونی ہے۔

7۔ عقیقہ

پیدائش سے متعلق ان تمام سنتوں میں سے، عقیقہ (قربانی) لازمی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے عقیقہ کیا۔ کتنے جانوروں کی قربانی دی جائے، اس بارے میں مختلف آراء موجود ہیں، لیکن لڑکے اور لڑکیوں کے لئے کم سے کم ایک جانور ہے اور لڑکوں کے لیے عام رواج دو کا ہے۔
کیا عقیقہ اس ملک میں کیا جانا چاہئے جہاں بچہ پیدا ہوا ہو یا جہاں ضرورت زیادہ ہو؟ جہاں زیادہ ضرورت ہو آپ وہاں کر سکتے ہیں۔

کیا 'بے بی شاور' کی رسم منا سکتے ہیں؟

کیا "بے بی شاور"، کی رسم حلال ہے یا حرام؟ "بے بی شاور" قرآن وسنت یا عرب ثقافت کا حصہ نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ثقافتی عمل ہے جو کہ قرآن یا سنت سے متصادم نہیں ہے تو ہم اسے اپنا سکتے ہیں۔

اگر آپ اس رسم کے متحمل ہو سکتے ہیں اور یہ کوئی بیکار عمل نہیں، یا اس پر ضرورت سے زیادہ رقم خرچ نہیں کرنی پڑتی، اور نہ ہی آپ کسی مذہبی عمل کے طور پر یا توہم پرستی کی وجہ سے اسے انجام دے رہے ہیں تو، "بے بی شاور" قابل قبول ہے۔ اس رسم سے اس بات کی خوشی منائی جاتی ہے کہ آپ بچے کی آمد کی امید سے ہیں، لیکن کیا بہتر نہیں ہو گا کہ بچہ دنیا میں خیریت سے آجائے تو پھر بچے کی پیدائش کا جشن منایا جائے؟

چند گھنٹوں کی تفریح کے لئے ایک شاندار پارٹی کا اہتمام کرنا اور رقم ضائع کرنا قابل قبول بات نہیں ہے۔ یہ حرام ہے۔ یہ دولت کا زیاں ہے۔

ہندو ثقافت میں، حمل کے ساتویں مہینے میں جشن منانے کی رسم ہے اور توہم پرستی کی وجہ سے تحائف دیئے جاتے ہیں۔ عقیدے سے متعلق ایسی رسومات حرام ہیں۔

کیا آپ سالگرہ کا جشن منا سکتے ہیں؟

کیا ہم سالگرہ کا جشن منا سکتے ہیں؟ مختصر جواب یہ ہے کہ اس میں دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ حرام ہے۔ اور ایک رائے کے مطابق یہ تب تک قابل قبول ہے جب تک کہ آپ جشن کے دوران شریعت کی مخالفت نہیں کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر اپنی سالگرہ منائی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روزہ کیوں رکھتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ ان کی ولادت کا دن ہے:

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں بھی پوچھا گیا، اور آپ نے جواب دیا، یہ وہ دن ہے جس دن میں پیدا ہوا تھا اور جس دن مجھے بھیجا گیا تھا (اسلام کے پیغام کے ساتھ)، اور یہ وہ دن ہے جس دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔" (مسلم)

منگنی

Utrujj
Knowledge & Creativity

تجاویز / رشتوں کا فیصلہ کیسے کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح کر دیا ہے کہ شریک حیات کا انتخاب کس طرح کرنا ہے اور اس میں کیا دیکھنا ہے۔ آیئے ان اصولوں کے بارے میں اپنی یاد تازہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آپ کو کسی اچھے کردار کے حامل اور صاحب دین کی طرف سے کوئی رشتہ موصول ہو (سمجھ بوجھ، رواج اور تقویٰ) کے ساتھ اس تجویز کو قبول کرو۔

ابو حاتم المزانی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اگر کوئی آپ سے (رشتے کے لیے) رابطہ کرتا ہے اور اس کا مذہب (تقویٰ) اور کردار آپ کو پسند آتا ہے تو اس سے شادی کر لو۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے ہیں تو، زمین پر آزمائشیں (فتنہ) اور انتشار (فاسد) ہوں گے...
> (ترمذی)

حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کردار کو اہمیت دی ہے۔ کیا خلق دین سے الگ ہے؟ جس کے پاس واقعتاً دین ہے اس کے پاس اس سے مطابق کردار بھی ہونا چاہیئے۔ چونکہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردار کی اہمیت کی تصدیق اور اس پر زور دینا چاہتے تھے، لہذا آپ صل اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا۔

کیا شادی کے لئے صرف خلق اور دین کافی ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق (کردار) اور دین (تقویٰ) کا تذکرہ کیا، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو رشتہ بھیجنے والے کے مالی معاملات کے بارے میں نہیں پوچھنا ہے؟ یا پھر یہ کہ کیا وہ بیوی کی ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہے؟ کیا وہ کسی خاندان کا سربراہ بننے کے قابل ہے؟ اس کی ذہنی کیفیت، صحت اور اس کا خاندانی پس منظر؟ ہاں، یقیناً ہمیں ان کی جانچ کرنی چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجیحات کا تذکرہ کر رہے ہیں، نا کہ وہ اہم خصوصیات جو اس بات کا تعین کرتی ہیں کہ کسی کی رشتے کو قبول کیا جائے۔ ایسی دوسری باتیں بھی ہیں جن کی جانچ بھی ضروری ہے۔

رشتہ بھیجنے والے کی مالی حیثیت کیوں اہم ہے؟

میرے اپنے تجربے کی بات ہے، مجھے ایک بار ایک ایسے علمی سالک کے پیش کردہ رشتے کا علم تھا جس کے پاس پیسے اور کوئی ممکنہ بہتر مستقبل نہیں تھا۔ جب لڑکی کے والد نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ گھر کا خرچہ اٹھانے اور اپنے کنبہ پر خرچ کرنے کے قابل ہے تو اس نے جواب دیا، 'اللہ اس کا کوئی سبب نکال دے گا۔ میرے پاس کوئی نوکری نہیں ہے لیکن میں علم کا طالب ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر آپ کو کوئی رشتہ کی تجویز موصول ہوتی ہے تو آپ اسے قبول کر لیں'۔ یہ حدیث کی غلط تفسیر ہے۔ اس شخص کا رشتہ قابل قبول نہیں ہے۔ اسے ملازمت تلاش کرنی چاہیئے، بصورت دیگر اس کو اور اس کی اہلیہ کو کئی مراعات چھوڑنا ہوں گی۔ اگر آپ کے پاس نوکری نہیں ہے تو آپ کا رشتہ بھیجنا کوئی گناہ نہیں ہیں، لیکن آپ کو حقیقت پسند ہونا چاہیئے۔

خوبصورتی، دولت اور حیثیت سے کتنا فرق پڑتا ہے؟

جملہ حقوق اترج فاؤنڈیشن رجسٹرڈ 2019 چیرٹی نمبر 1099875

مرد کو متوقع بیوی میں کیا ڈھونڈنا چاہئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشہور حدیث میں فرمایا:

> عورتوں سے شادی چار چیزوں کی وجہ سے ہو سکتی ہے: ان کا مال، ان کا نسب، ان کی خوبصورتی اور ان کا مذہبی عزم۔ اس کا انتخاب کریں جو مذہبی طور پر پرعزم ہو، آپ کے ہاتھوں کو خاک سے گرا دیا جائے (یعنی آپ خوشحال ہوں)۔ (بخاری و مسلم)

ظاہری خدوخال اور دولت کتنے اہم ہیں؟ دولت غائب ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ خوبصورتی بھی ختم ہو جائے گی چاہے بوٹوکس کروایا ہو۔ تاہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ اگر کوئی لڑکا شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے نکاح کے مقصد کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ شادی کا مقصد معاشرے میں مقام یا شہرت نہیں ہونا چاہئے۔ اگرچہ مرد ظاہری شکل و صورت، حیثیت اور دولت سے مالامال خواتین کو منتخب کر سکتے ہیں، لیکن ان خوبیوں کے باقی رہنے کی ضمانت نہیں ہے۔ جو باقی رہتا ہے وہ ان کا مذہب ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد کو ایسی عورت سے شادی کرنی چاہئے جس میں وہ کشش محسوس نہ کرے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اسے غیر حقیقی توقعات نہیں رکھنی چاہئیں۔

حجتی نہ ہونے کی اہمیت

کچھ مردوں کی توقعات اتنی اونچی ہوتی ہیں، جیسا کہ میں ایسے بندوں کو جانتا ہوں، جنہیں کبھی بھی پسند کی بیوی نہیں مل سکی۔ وہ ابھی بھی انتظار میں ہیں، تلاش میں ہیں۔ میرا دوست جس کی عمر اب 55 سال سے زیادہ ہے اور اب بھی کنوارہ ہے کیونکہ اسے پوری دنیا میں سفر کرنے کے باوجود، وہ عورت نہیں مل سکی جو اتنی خوبصورت ہو کہ اس سے شادی کی جائے۔ اب تو، اس کی اپنی اچھی شکل و صورت بھی ڈھل گئی ہے! یاد رکھیں آپ کو زمین پر جنت کی کوئی حور نہیں مل سکتی۔ کامل مرد بھی صرف جنت میں موجود ہیں۔

ہم کمال کی حد کے قریب نہیں ہیں۔ لہٰذا ضرورت سے زیادہ بے چین نہ ہوں۔ میں بہت سارے مرد اور خواتین کو جانتا ہوں جن کی ٹرین چھوٹ گئی ہے۔ ناخرسندی مسائل لاتی ہے۔ دین اور کردار سب سے اہم ہیں۔ صحت بھی ایک اہم ہے اور مالی حالات بھی، اس لیے مرد کو اپنے اہل و عیال کی کفالت کے قابل ہونا چاہیے۔

کیا آپ اپنے گاؤں یا برادری سے باہر شادی کر سکتے ہیں؟

کیا آپ کو اپنی ثقافت، برادری یا ذات سے باہر کا رشتہ قبول کرنا چاہئے؟ یہ ایک ثقافتی مسئلہ ہے جو بہت ساری شادیوں میں رکاوٹ ہے۔ کیا کوئی ایشیائی، ایشیائی برادری سے باہر کسی کا رشتہ قبول کر سکتا ہے؟ میں نے ایسے بہت سارے معاملات دیکھے ہیں جہاں پر اسی بنیاد پر رشتے مسترد کر دیے گئے۔ ایک معاملے میں، ایک انگریز لڑکا تھا جس نے اپنا دین تبدیل کیا تھا۔ ماشاءاللہ اس کا اچھا کردار اور اچھی ملازمت تھی اور اس نے اچھے کردار اور دین کی خاتون کو رشتہ بھیجا جو کہ اس سے شادی کرنا بھی چاہتی تھی۔ لیکن اس کے والد نے انکار کر دیا۔ کمپیوٹر / دماغ کا کہنا ہے کہ نہیں۔ اس نے لڑکے کو ملنے سے انکار کر دیا۔ تو مجھے والد سے بات کرنے کو کہا گیا۔ والد نے کہا کہ اسے کوئی شک نہیں کہ وہ لڑکا اچھا ہے، لیکن اس کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ برادری کا سامنا نہیں کر پائے گا۔ وہ کیا کہے گا، کہ اس کی بیٹی نے انگریز لڑکے سے شادی کر لی؟! بدقسمتی سے، اس کے بعد انہیں غلط جگہ شادی کرنا پڑی۔ میں نے اس والد سے کہا، اللہ رب العزت سے آپ کیا کہیں گے؟ اس نے اچھے کردار اور اچھی نوکری والے لڑکے کو ٹھکرا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی مخلوط شادیاں نہیں چلتیں۔ ہمیں انہیں ہر صورت میں الگ الگ کیس کے طور پر لینا ہو گا۔ اگر وہ ایک ہی زبان بولتے ہیں اور ایک دوسرے کو فوری سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگرچہ جب وہ ناراض ہو گی تو وہ اپنی ہی زبان میں بات کرے گی!

مخلوط ثقافتی شادیاں نبھانا

ایک ہی ثقافت اور زبان کے لوگوں میں شادی کرنے سے شادی شدہ زندگی آسان تر ہو جاتی ہے۔ اگر آپ اپنی ثقافت سے باہر شادی کرتے ہیں تو، آپ کو اس کو کامیاب بنانے کے لیے زیادہ محنت کرنا ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں میں اتنی ہمت ہوتی ہے کہ وہ لمبی دوڑ کے کھلاڑی ہوتے ہیں۔ لیکن ہر کوئی نہیں۔ تو آپ کو خود اسے آزمانا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اور شریعت اس کو حرام قرار نہیں دیتے۔

جب مخلوط ثقافتی شادیاں ہوں گی، تو گھر میں کون سی ثقافت زیادہ غالب ہونی چاہئے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ثقافت یا ایک والدین کی ثقافت دوسرے سے زیادہ اہم ہے؟ بچوں کو کیا اپنانا چاہئے؟ کیا ہمیں ایک کے مقابلے میں دوسرے پر قائم رہنا ہو گا، یا خاندان کو مختلف ثقافتوں کو اپنانا چاہئے؟ جب تک وہ شریعت کی حدود کو عبور نہیں کرتے اس وقت تک آپ ایک سے زیادہ ثقافتوں کو اپنا سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مختلف قبائل کی مختلف ثقافتیں تھیں جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ مختلف ثقافتوں کی حیثیت رکھتے تھے، لہذا وہاں نقل مکانی کرنے والے تارکین وطن کو ثقافتی شادیوں اور طرز زندگی سے گزرنا پڑا، جیسا کہ ہم میں سے بہت سارے لوگ مغرب میں رہتے ہوئے کرتے ہیں۔

انصار اور مدینہ کے لوگ ایک ہی چھت کے نیچے دوہری ثقافتوں کے ساتھ رہتے تھے۔ حفاظتی تدبیر یہ تھی کہ وہ شریعت کی حد میں ہی میں رہے۔ مخلوط ثقافتی شادی میں نہ تو شوہر اور نہ ہی بیوی کو اپنی ثقافت سے دستبردار ہونا پڑے گا– سوائے ان روایات کے جو کہ شریعت کی حد سے باہر ہیں۔

منگنی میں داخل ہونا

عربی ثقافت میں یہ رواج ہے کہ لڑکے کے کنبے والے اپنے مرد بزرگوں، ماموں چچاؤں اور بہت کم عورتوں کو لے کر لڑکی کے کنبہ میں رشتہ کی پیشکش لے کر جائیں۔ عام طور پر اس باضابطہ پیشکش سے پہلے ان کی بات چیت ہو چکی ہوتی ہے جس میں وہ باہمی معاملات پر متفق ہوتے ہیں۔ اس پیشکش کے روز، لڑکی کا کنبہ اس رشتے کو قبول کرتا ہے اور انگوٹھیوں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہ خطبہ ہے۔ انگوٹھی لڑکی کے دائیں ہاتھ پہنائی جاتی ہے اور پھر شادی کے دن اس کے بائیں ہاتھ میں منتقل کر دی جاتی ہے۔ یہ عرف ہے۔ یہ ثقافت ہے اور قابل قبول ہے۔

منگنی کی ناقابل قبول روایات

کچھ ثقافتوں میں، لڑکی کا کنبہ لڑکے کے کنبے کو مؤثر طریقے سے اس سے شادی کرنے کی ادائیگی کرتا ہے۔ یہ جہیز ہے۔ یہ قابل قبول نہیں ہے۔ اسلام میں اس شخص کو اپنی بیوی کو مہر ادا کرنا پڑتا ہے (شادی کی رقم یا سامان کا تحفہ اپنی بیوی کو دینا ہوتا ہے، جس کو وہ اپنی خواہش کے مطابق خرچ کر سکے)۔ نہ یہ کہ اس کے برعکس۔ یہ حاکمیت کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے۔ یہ حرام ہے۔ ہم اسے اپنا نہیں سکتے۔ ہم اسے قبول نہیں کر سکتے۔

منگنی کے دوران کیا جائز ہے

پہلا مرحلہ ایک دوسرے کو جاننے کا ہے۔ دو خاندانوں کی اجازت سے، ان کا رشتہ کھلے عام ہے، سب کچھ نظر میں ہے، اور ان کے لیے موقع ہے یہ جاننے کا کہ آیا وہ ایک دوسرے کے لیے موزوں ہیں یا نہیں۔ اس میں 2-3 ماہ، یا 6 ماہ لگ سکتے ہیں۔ پھر وہ اپنے لائسنس کو شادی کے لائسنس میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

جوڑے اب بھی غیر محرم ہیں لہذا ان کے لئے ایک دوسرے کو چھونا یا بوسہ لینا جائز نہیں ہے۔ لڑکی کو ابھی بھی لڑکے کی موجودگی میں حجاب پہننا چاہیئے۔ وہ محرم کی موجودگی میں مل سکتے ہیں جیسے، لڑکی کا بھائی، یا کسی عوامی مقام پر ایک دوسرے سے ملنا، جیسے کافی شاپ، بغیر محرم کے، لیکن والدین کی اجازت اور جانکاری کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی وجہ سے حدود عطا کرتا ہے۔ اگر لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ جاتی ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر وہ اپنی بہن کو لے جاتی ہے تو وہ اس لڑکے کا اپنی بہن کے پیار میں مبتلا ہونے کرنے کا خطرہ مول لیتی ہے۔

منگنی کے دوران کیا تلاش کرنا ہے؟

عام طور پر لوگ اس دوران اپنے آپ کو بہتر طور پر پیش کرتے ہیں، لہذا یہ ضروری ہے کہ پردے کے پیچھے کی خبر لی جائے ہو اور اس شخص کو آزمایا جائے۔ آپ کا انتخاب آپ کا مقدر ہے۔ اگلے بندے کا نکاح سے پہلے پتا لگا لینا، بعد میں پتا لگانے سے کہیں بہتر ہے۔ آپ طلاق کے مرحلے سے گزرنے اور خود پر طلاق کی مہر لگانے سے کہیں زیادہ آسانی سے اپنی منگنی منسوخ کر سکتے ہیں۔

خطبہ کے دوران پیسے کے متعلق اپنے منگیتر کا رویہ چیک کریں۔ کیا وہ بخیل ہے یا وہ سخی ہے؟ کسی بھکاری کو اس کے پاس بھیجیں اور اس کا رد عمل دیکھیں۔ ہو سکتا ہے کہ جب وہ آپ کے سامنے ہو وہ اچھا اور شفیق بنے لیکن اکیلے میں وہ بھیک مانگنے والے کے ساتھ اچھا رویہ نہ رکھے اور بھیک مانگنے والا اس کی اصلیت کھول دے کہ اس کی ظاہری شخصیت جعلی ہے۔ کیا وہ گھر چلانے کا متحمل ہو سکتا ہے یا آپ کو عیش و آرام سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور آپ کو لگتا ہے کہ آپ اس کے ذرائع آمدن کے ساتھ گزارا کر سکتے ہیں؟

اس کے مزاج کا پتہ لگائیں۔ کیا اسے آسانی سے غصہ آجاتا ہے؟ یا وہ مہربان اور رحمدل ہے؟ اس کو زیادہ مشتعل نہ کریں صرف اس کے غصے کو آزمائیں۔ غور کریں کہ آپ کی کیا ترجیحات ہیں۔ شاید آپ کسی غصیلے شخص یا کنجوس کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔

آپ کے لئے پر کشش ہونا کتنا ضروری ہے؟ جارج کلونی یا ایک سپر ماڈل کی تلاش نہ کریں، لیکن آپ کا مطمئن ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ صبح کے وقت اس کے چہرے کو نہیں دیکھ پائیں گے، تو وہ آپ کے لئے مناسب نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر وہ اچھے کردار اور دین کی حامل ہی کیوں نہ ہو۔

منگنی کے دوران دیانت

ایک کھلی کتاب بنیں۔ کسی کو حیران کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بنیں جو اصل میں ہیں۔ دوسرے شخص کو ویسا ہی جاننے دیں جیسے آپ ہیں۔ یہ میں ہوں. یہ آپ کو ملنے والا ہے۔ درشت طریقے سے نہیں۔ لیکن اہم تفصیلات چھپائے بغیر۔ ہم جتنے ایماندار ہوں گے اتنے ہی ہمارے تعلقات بہتر ہوں گے۔

کھلی کتاب ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جوڑے کو اپنے تمام گذشتہ گناہوں اور تعلقات کو ایک دوسرے کے آگے کھول کر رکھ دینا چاہئے۔ اپنی گناہوں کی کتاب نہ کھولیں۔ اگر آپ کے ماضی کے تعلقات تھے، تو یہ آپ اور اللہ تعالی کے مابین ہے۔ توبہ کریں اور اللہ رب العزت سے دعا کریں کہ آپ کی پردہ پوشی فرمائے اور آپ کے گناہوں کو چھپائے اور آپ آگے بڑھ جائیں۔ بشرطیکہ آپ کا ماضی اب تک آپ پر اثر انداز ہو رہا ہے، جیسے، پچھلے رشتے سے اولاد ہونا۔ تب آپ کو اسے بتانے کی ضرورت ہے۔

افسوس کی بات ہے، جوڑے ل 6 ماہ میں ہی الگ ہو رہے ہیں۔ یہ صرف ثقافتوں کا تصادم نہیں ہے، بلکہ شخصیات کا تصادم ہے۔ یہ خطبہ کے دوران واضح ہو جانا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ یہ اتنا اہم ہے۔

منگنی کے دوران کردار کی جانچ پڑتال کریں

دوستوں اور پڑوسیوں سے ایک دوسرے کے کردار اور ماضی کے بارے میں دریافت کریں۔ کیا وہ ایماندار ہیں؟ آپ کو پر یقین ہونا چاہیے۔ آپ کو اپنا ہوم ورک کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ سوشل میڈیا پر ان کی موجودگی کے بارے میں آن لائن تلاش کر سکتے ہیں۔

ممکنہ شریک حیات سے طبی ریکارڈ کا حصول

طبی ریکارڈ ایک کھلی کتاب ہونی چاہئے۔ ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دیں۔ کوئی بھی بیماری ہے تو اس کا اعتراف کریں۔ آپ کو شادی کے بعد کے لیے سرپرائز نہیں چھوڑنا چاہتے۔ لبنان میں آپ اپنا طبی ریکارڈ فراہم کیے بغیر اپنی نکاح کا اندراج نہیں کر سکتے ہیں۔ تاہم ہر جگہ یہ رواج نہیں ہے۔ پاکستان میں اگر آپ کسی سے اس کا میڈیکل ریکارڈ طلب کرتے ہیں تو یہ بہت بڑا جرم ثابت ہو گا۔

بہت سے خاندان اپنے بچے کی جسمانی یا دماغی صحت سے متعلق امور میں ممکنہ رشتہ کے خاندانوں کو شریک نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو یہ پریشانی ہے کہ اگلا کنبہ کیا سوچے گا۔ یہ دھوکہ دہی ہے۔ اگر آپ ایماندار ہیں تو، آپ توقع کرتے ہیں کہ دوسرا فریق بھی ایماندار ہو، لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا ہے، کیونکہ لوگ اپنی منفی تفصیلات بتانا پسند نہیں کرتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ خود ایماندار ہوں اور دوسرے فریق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں۔

جبری شادیاں اور رضامندی کی شادیاں

سب سے اہم بات یہ ہے کہ جبری شادیاں حرام ہیں۔ زبردستی کی شادی، جوڑے کی رضامندی سے کی گئی شادی کے جیسی نہیں ہے۔ یہ حلال ہے۔ آن لائن جانے اور کسی کو ڈھونڈنے کی کوشش کرنے کے بجائے، مسٹر اور مس رائٹ ڈھونڈنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ بات چیت اور سفارشات سے یہ کام کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبری شادیوں کو قبول نہیں فرمایا۔ یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی جب ایک شخص نے اپنی بیٹی کو کسی سے شادی کرنے پر زبردستی مجبور کیا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور انہیں بتایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے کا مشورہ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کہانی سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ صلی علیہ وسلم اس کے والد کے اس فیصلے کو تسلیم نہیں فرماتے، اور یہ فیصلہ اس لڑکی پر چھوڑ دیا کہ آیا وہ اس شادی میں رہنا چاہتی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا کہ وہ اسے قبول کرتی ہے، لیکن دوسری خواتین کو ان کے حقوق کی تعلیم دینا چاہتے ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

> ایک لڑکی ان کے پاس آئی اور کہا: 'میرے والد نے اپنے بھائی کے بیٹے سے میری شادی کی تا کہ وہ اس طرح اپنا وقار بلند کر سکے، اور میں راضی نہیں تھی'۔ انہوں نے کہا: 'یہاں بیٹھ جاؤ جب تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ آجائیں'۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور میں نے انہیں بتایا (جو اس لڑکی نے کہا تھا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد کو پیغام بھیجا، اس کو بلوانے کے لیے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاملہ اس لڑکی پر چھوڑ دیا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں اپنے والد کے کیے کو قبول کرتی ہوں، لیکن میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ اس معاملے میں خواتین کو کوئی اختیار بھی ہے یا نہیں۔ (نسائی)

ابن بریدہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے فرمایا:

> ایک لڑکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا: میرے والد نے میری اپنے بھائی کے بیٹے سے شادی کی تا کہ وہ اس طرح اپنی عزت بڑھا سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فیصلے کا حق دیا، اور اس نے کہا: 'میں نے اپنے والد کے کیے فیصلے کو قبول کرتی ہوں، لیکن میں عورتوں کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ان کے والدین کو یہ کام (زبردستی) کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔' (ابن ماجہ)

والدین کا اختیار کہاں ختم ہوتا ہے

جبری شادیاں مکمل طور پر حرام ہیں۔ ایک باپ کے پاس اختیار ہے، لیکن وہ اپنی بیٹی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی سے شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ ہم اپنے والدین کی عزت اور احترام کرتے ہیں لیکن جب شادی کی بات آتی ہے تو ہم ان کی رائے سنتے ہیں لیکن بالآخر اللہ تعالی نے افراد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ یہ فیصلہ کر سکیں کہ وہ کس سے شادی کریں۔ ظاہر ہے کہ انہیں اس معاملے میں اپنے والدین کی رائے کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔

دعا کریں

والدین کی حیثیت سے اپنے بچوں کے لیے مستقل دعا کریں۔ اور ان کے لیے ایسا ہی شریک حیات تلاش کرنے کی کوشش کریں جیسا وہ چاہتے ہیں۔

کیا حلال ڈیٹنگ جائز ہے؟

حلال ڈیٹنگ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ خطبہ موجود ہے، جو کہ منگنی کا دور ہے جس میں جوڑے ایک دوسرے کو غیر محرم کی حیثیت سے جان سکتے ہیں، اور نکاح کی صورت بھی ہے۔ جب ایک بار نکاح ہو جائے، قطع نظر اس کے کہ جوڑے اکٹھے ہو گئے ہیں یا نہیں (رخصتی ہو چکی ہے)، یا شادی کا جشن یا ولیمہ ملتوی کر دیا گیا ہے، وہ شرعی نقطہ نظر سے شادی شدہ ہیں اور وہ چاہیں تو اپنی شادی کو تکمیل دیں۔

نکاح کو منگنی کے طور پر نہ لیں

کچھ ثقافتوں میں کبھی کبھار لوگ نکاح کو منگنی کے طور پر لیتے ہیں، تاکہ جوڑے شادی سے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ باہر جا سکیں۔ نکاح منگنی نہیں ہے۔ یہ شادی ہے۔ اگر کسی جوڑے کا نکاح ہوا ہے، اگر وہ فیصلہ کریں کہ وہ ساتھ نہیں رہنا چاہتے تو انہیں طلاق لینا ہو گی۔ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو جاننے کے لیے نکاح کو بطور ذریعہ استعمال نہ کریں۔ شادی میں جلدی نہ کریں۔ لڑکے اور لڑکی کو خطبہ کے ذریعہ سے ہر ایک دوسرے کو جاننے دیں اور پھر جب وہ مکمل تحقیق کر لیں اور پوری طرح سے مطمئن ہوں تو وہ شادی کر سکتے ہیں۔

طلاق ایک خوفناک صورتحال ہے۔ عام طور پر، مرد طلاق یافتہ خواتین سے شادی کرنے سے دور رہتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دو طلاق یافتہ خواتین سے شادی کی تھی۔ عام طور پر لڑکوں کی مائیں ہی سب سے پہلے اعتراض کرتی ہیں اگر بیٹا طلاق یافتہ سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ٹوٹا ہوا خطبہ طلاق کی طرح ہی ہے۔ لیکن آپ کو خطبہ توڑنے کے لئے کسی جج یا عدالت کی ضرورت نہیں پڑتی! طلاق ایسے نہیں ہے۔

عورتوں کا نکاح نامہ میں خود کو طلاق دینے کے حق کا تعین

اگر کسی لڑکی کی شادی کرنے جا رہی ہے لیکن پھر بھی اسے سو فیصد یقین نہیں ہے تو، وہ نکاح نامے میں شرط رکھ سکتی ہے کہ وہ لڑکے کو طلاق دے سکتی ہے۔ اگر وہ شادی کے بندھن سے نکلنا چاہتی ہے تو، وہ خود بھی، کسی بھی وقت خود کو طلاق دے سکتی ہے۔ زیادہ تر مرد اس کو قبول نہیں کریں گے۔ اللہ تعالٰی نے عورت کو نہیں بلکہ مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے۔ عورت کو شادی ختم کرنے کے لیے عدالت سے خلع حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک ڈراؤنا خواب ثابت ہو سکتا ہے اور اس میں ساری عمر بھی لگ سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عدالت میں رجوع نہ کرے اور پھر وہ لڑکی اسی مصیبت میں پڑی رہے۔ (مزید وضاحت کی ضرورت ہے)

خلوت - مخالف جنس کے ساتھ تنہائی

خلوت کے معنی ہیں کسی مخالف جنس کے فرد کے ساتھ کسی ایسی جگہ میں تنہا رہنا جس کو کوئی اور نہیں دیکھ سکتا یا وہاں تک رسائی کسی اور کے پاس نہ ہو۔ جیسے ایک بند کمرہ جس کے پردے گرے ہوں۔ کسی کھلی جگہ پر بیٹھنا خلوت نہیں ہے۔

یہ ان مردوں اور خواتین کے لئے بہت عام بات ہے جو اپنی تعلیم یا کام کے دوران ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہیں یا ایک دوسرے کو جاننے کے لئے کام کر رہے ہیں-ایسی صورتحال تو اکثر ہوتی ہے۔ وہ شاید ایک دوسرے کو پسند کرنے لگیں اور شادی کرنا چاہیں۔ خطبہ کے دوران وہ اپنے ممکنہ ساتھ پر زیادہ سنجیدہ انداز میں بات چیت کرسکتے ہیں۔ اور دونوں اپنے خاندانوں کو آگاہ رکھیں۔

پہلے سے منگنی شدہ عورت کو رشتے کی پیشکش کرنے کی ممانعت

اگر ایک جوڑے کی منگنی ہوتی ہے، تو پھر کسی دوسرے مرد کی طرف سے اس لڑکی کو رشتے کی تجویز پیش کرنا، یا عورت کے لئے کسی اور رشتے پر غور کرنا حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو بھی ایک منگنی شدہ عورت پر دوبارہ پیشکش نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ اس کو بہتر تجویز پیش کرکے اسے کی "بولی" نہیں لگاسکتے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> کوئی بھی شخص اپنے بھائی کی رشتے کی پیشکش پر اپنے نکاح کی تجویز پیش نہ کرے جب تک کہ پہلا شخص پیچھے نہ ہٹ جائے یا اجازت نہ دے۔ (بخاری)

جب آپ کے پاس متعدد رشتے ہوں تو کیا جائے

اگر کوئی ایسی لڑکی ہے جو کسی سے وابستہ نہیں ہے لیکن ایک ساتھ اس کے ایسے دو رشتے آجائیں جو ایک دوسرے کو نہیں جانتے تو وہ کیا کرے؟

ایک سواٹ تجزیہ-مثبت پہلوؤں، خامیوں، مواقع اور ممکنہ مشکلات کا جائزہ لیں۔ اور استخارہ کریں۔ پھر اس رشتے کو قبول کریں جو آپ کو صحیح لگتا ہے۔

مائیں جو نبھا نہ کر سکیں

وہ شادیاں جن میں دونوں کنبے نبھا نہیں کر پاتے وہ گویا جہنم بن جاتی ہیں۔ یہ مت سمجھیں کہ شادی دو افراد کے مابین ہوتی ہے- آپ کو غلطی ہوئی ہے۔ یہ ایک دو سال تک شاید کام چل جائے لیکن بچوں کی پیدائش کے بعد دونوں کنبے اس معاملے میں شامل ہو جائیں گے اور پھر آپ کو تناؤ اور کھچاؤ کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کی وجہ سے بہت زیادہ پریشانی ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شادی دو کنبوں کے مابین ہوتی ہے۔

میں ضرور چاہوں گا کہ کوئی ایسا کورس تیار کروں جو شادی چلانے کا لائسنس ہو ان جوڑوں کے لئے ہو جو شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔

عالیشان ایشیائی شادی

آپ کو اپنی شادی میں کتنے لوگوں کو مدعو کرنا چاہئے؟ میں بنگالی شادیوں میں گیا ہوں جہاں ہزاروں افراد کو مدعو کیا گیا اور آپ ہال کا آخری حصہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ان کے چار اسپیکر تھے لہذا ہر ہال کے لئے ایک تھا۔ اخراجات آسمان کو چھو رہے تھے۔ کیوں؟ ثقافت یہی حکم دیتی ہے۔ اگر آپ کے پاس بڑی، عالیشان ایشیائی شادی کے اہتمام کے اخراجات اٹھانے کی سکت نہیں ہے تو، معاشرے کی توقعات آپ کو مجبور کرتی ہیں کہ آپ قرض لیں (ربا کے ساتھ جو کہ حرام ہے!) تاکہ آپ لوگوں کی توقعات پر پورا اتر سکیں۔ لہٰذا آپ اپنی شادی شدہ زندگی کا آغاز بھاری قرضوں کے بوجھ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تناؤ کے ساتھ کرتے ہیں۔

یہ صرف ایشیائیوں کے لئے خاص نہیں ہے۔ ایک کالم نگار تھی جس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور تو اسے 50،000 پاؤنڈ مالیت کی شادی کے جشن پر افسوس ہوا۔ اس نے سوچا کہ کاش وہ اس رقم کو بچا کر اپنے گھر کے قرض کے لیے جمع کروا دیتی۔ چلیں اگر آپ اس کے متحمل ہو بھی سکتے ہیں تو بھی، اتنی رقم ایک خیراتی منصوبے میں لگائی جا سکتی ہے اور جس کا لوگوں کی زندگیوں پر خاطر خواہ اثر بھی پڑتے۔ وہ کریں جس کی استطاعت ہو۔ اپنے وسائل سے آگے نہ بڑھیں۔ پیسہ کسی فائدہ مند چیز کے لئے استعمال کریں۔ پیسہ ضائع کرنا حرام ہے۔

ثقافت کی ایسی پیروی حرام ہے جو آپ پر کسی قسم کا دباؤ ڈالے۔ ہمیں ایسے رواجوں کے خلاف لڑنا ہوگا۔ یقیناً، شادی کا اعلان اور اس کا جشن منانے کے لئے کوئی تقریب منعقد کرنا سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''شادیوں کا اعلان کرو۔'' (احمد اور الحاکم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ، 'شادی کا اعلان کرو اور اس کے لئے ڈھول بجاؤ۔' (ترمذی اور ابن ماجہ)

تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو اس کے لیے پوری برادری کو مدعو کرنا ہوگا۔ کتنی بھی بہترین شادی ہو، لوگ پھر بھی غیبتیں کریں گے۔

مہندی کی رسم منانا ثقافت ہے۔ یہ تب تک ٹھیک ہے جب تک کہ یہ پیسوں کا ضیاع اور استطاعت سے باہر نہ ہو۔ ورنہ لوگوں کی شادیاں کئی دن تک جاری رہتی ہیں جو بیکار ہیں۔ پیسے کو لامتناہی شادی کی تفریح پر خرچ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر استعمال ہوتے ہیں۔

دکھی دلہن کا کلچر

جب میں اس ملک میں آیا، میں نے ایک ایشیائی شادی میں شرکت کی اور سمجھ نہیں پایا کہ دلہن اتنی دکھی کیوں لگ رہی تھی، اسے ایسا لگتا تھا کہ وہ رونے ہی والی ہے۔ شادی جنازے کی طرح تھی۔ جب میں نے کہا کہ مجھے دکھاؤ کہ یہ خوشی کا دن ہے، تو میں گویا ان سے چینی زبان بول رہا تھا۔ یہ خوشی کا دن ہونا چاہئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شادی میں شریک ہوتے تو آپ انہیں ڈھول بجانے کی ترغیب دیتے، لہذا کچھ نشید بجائیں اور حد میں رہیں۔

میں نے دریافت کیا کہ دلہن سے توقع کی جا رہی تھی کہ وہ دکھی نظر آئے کیونکہ وہ اپنے والدین کو چھوڑ کر جا رہی ہے۔ رویہ ایسا تھا کہ، شرم کرو! تم اپنے والدین کو چھوڑ کر خوشی کیسے محسوس کر سکتی ہو؟ اس کے بعد سے وقت آگے بڑھ گیا ہے، لیکن اس عمل نے اس حقیقت کی عکاسی کر دی کہ دلہن کے پاس اس کے مستقبل کا شوہر کے لیے کوئی احساسات نہیں، وہ ایک معاندانہ ماحول میں جا رہی تھی اور اپنے گھر کی محبت اور سکون کو چھوڑ رہی تھی۔ اگر ایسی ہی سودے بازی ہے تو کوئی شادی ہی کیوں کرنا چاہتا ہے؟

عرب ثقافت میں شادیاں خوشگوار موقع ہوتا ہے۔ یہ عام عقل کی بات ہے۔ یہ شادی کا دن ہے، اور دولہا اور دلہن کو خوش ہونا چاہئے۔

ایشیائی شادیوں کی ایک اور خصوصیت وہ رسوم یا روایات ہیں جو غیر اسلامی ثقافتوں سے وراثت میں ملی ہیں۔ جب میں نے دولہا اور دلہن کو ایک دوسرے کو آئینے میں دیکھنے کی روایت کا سنا تو میں حیران رہ گیا۔ میں اس کو سمجھ نہیں سکا!

پھر مشاف (قرآن) کو دلہن کے سر پر رکھنے کی عجیب روایت ہے۔ یہ کچھ ثقافتوں کا حصہ ہے۔ اور یہاں کوئی حلال یا حرام مسئلہ نہیں ہے۔ تاہم، آیئے ہم قرآن کو وقار دیتے ہیں۔ اس کی کیا اہمیت ہے؟ اگر آپ قرآن کا احترام کرنا چاہتے ہیں تو اس کا اطلاق کریں۔ یہ سجاوٹ کی چیز نہیں ہے۔

مخلوط شادی کا انعقاد

مخلوط اور الگ الگ شادیوں کے فوائد اور نقصانات ہیں۔ اگر یہ مخلوط ہے، اور خواتین حجاب میں مناسب لباس پہنے ہوئے ہیں تو اہل خانہ کا میز پر ساتھ بٹھانا ٹھیک ہے۔ ماحول مہذب ہونا چاہئے۔ اسے خاندانی رجحان پر مبنی رکھیں اور موسیقی کے انتخاب میں محتاط رہیں کہ آپ کے پاس ایسی دھن نہیں ہیں جو غیر موزوں ہوں۔ اگر وہ غیر مہذب ہیں تو وہ ناقابل قبول ہیں۔

الگ الگ شادی کا انعقاد

الگ الگ اہتمام ٹھیک ہے اور یہ بہنوں کو اپنے بالوں کو لفظی اور استعاراتی طور پر نیچے جانے کی اجازت دیتی ہے۔ جب تک وہ حدود پر قائم رہیں تب تک یہ ٹھیک ہے۔ ننگا پن ابھی بھی جائز نہیں ہے۔

کیا آپ غیر مسلموں کو شراب پیش کرسکتے ہیں؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اپنے غیر مسلم دوستوں کی خاطر مدارت کے لئے ان کو شادیوں میں شراب پلا کر اپنی مہمان نوازی اور سخاوت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ وہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ رویوں میں لچک رکھتے ہیں۔ لیکن انہیں اپنے اصولوں پر قائم رہنا چاہئے۔ شراب حرام ہے۔

'شادیوں کی لڑائیوں' کو تہذیب کے دائرے میں رکھنا

ہندوستانی برصغیر کی ثقافت کی روایت کا ایک حصہ دونوں خاندانوں کے مابین ایک 'لڑائی' کا ہونا ہے -یعنی 'جوتا چھپائی' جس میں دولہے کا جوتا لے لیا جاتا ہے اور اس کے بدلے دلہن کے گھر والے پیسے طلب کرتے ہیں۔ بات چیت میں جنگلی پن نہ دکھائیں اور مکوں لاتوں پر نہ آجائیں۔ پہلے سے رقم کا بندوبست کریں، تاکہ کسی کو زحمت نہ ہو۔ آپ کا مقصد اس دن خوشیاں بکھیرنا ہے۔ پریشانی پھیلانا نہیں ہے۔

مہر کیا ہے؟

شادی کی چار شرائط میں سے دو گواہوں کا ہونا، ولی (دلہن کا سرپرست)، دونوں طرف سے رضامندی اور مہر (دلہن کے لئے شادی کا تحفہ) ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سرپرست اور دو گواہوں کے بغیر کوئی شادی نہیں ہے۔ (ابن حبان اور دیگر)

نکاح سے پہلے مہر پر اتفاق کرنا ضروری ہے۔ یہ میدان جنگ ثابت ہو سکتا ہے۔ اور کبھی کبھی بات چیت کافی غیر متوقع رخ اختیار کر سکتی ہے۔ دلہن کے اہل خانہ شاید غیر معمولی مہر کی فرمائش کر دیں۔ 100،000 پاؤنڈ کافی زیادہ ہوتے ہیں، بشرطیکہ آپ اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔ بعض اوقات اہل خانہ نامناسب مہر کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن دولہا لڑکی سے اتنا پیار کرتا ہے، اسے اس کی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین خواتین وہ ہیں جن پر کم خرچ ہو۔

بہترین مہر، آسان ترین مہر (یا استطاعت میں) ہے۔ (حاکم اور بیہقی)

اس کا مطلب ہے کہ مہر شادی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔ زیادہ مہر بہت سارے مردوں کو شادی سے روکتا ہے۔ اگر عرف 50،000 پاؤنڈ ہے تو آپ کو اس کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی پتھر پر لکیر نہیں ہے۔ یہ شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ مہر ادا کیے بغیر ہی دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کی جائداد سے الگ کی جانے والی پہلی رقم بیوی کا مہر ہے۔ مہر کو اونچا بنا کر اپنے اعصاب کو تناؤ میں مبتلا نہ کریں۔

بہت سے مرد اپنی ہی برادری اور ثقافت سے تعلق رکھنے والی خواتین سے شادی نہیں کر رہے ہیں کیونکہ ان کی فرمائشیں بہت زیادہ ہیں۔ انھیں باہر کی خواتین تلاش کرنا پڑ رہی ہیں جو کہ کم مطالبات اور اخراجات کی حامل ہیں، لہذا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے مہر کی ایک حد مقرر کرنا چاہتے تھے، جو کہ بہت زیادہ تھے۔ مہر شوہر کی طرف سے اٹھائے جانے والے بہت سے اخراجات میں سے صرف ایک ہے۔ اگر یہ ہی زیادہ ہے تو، وہ گھر کے باقی اخراجات کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ املاک بنانا پہلے ہی بہت مشکل ہے اور بہت سے لوگ گھر میں اپنے والدین کے ساتھ رہ رہے ہیں کیونکہ وہ الگ رہنے کے متحمل نہیں ہیں۔

بہر حال، مہر شوہر کی اہلیہ کو اخراجات فراہم کرنے کی صلاحیت کا علامتی نشان ہے۔ مہر کی کم از کم رقم 300 پاؤنڈ کے لگ بھگ ہے۔ مہر معجل (فوری ادائیگی) بھی ہو سکتا ہے اور ملتوی بھی۔ اگر دلہن چاہے تو وہ اسے لینے کی حقدار ہے۔

مہر کی قیمت کا اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن گواہوں کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ وہ کس چیز کی گواہی دے رہے ہیں۔

مہر مانگنے کے لئے حد سے بہت اوپر جانا اور حد سے بہت نیچے جانا غلط ہے، جیسے کہ لڑکا سورۃ پڑھانے کے سوا کچھ نہیں پیش کرتا، یا لڑکی ضرورت سے زیادہ رقم طلب کرتی ہے۔

مرد کو نکاح میں باندھے رکھنے کے لیے زیادہ مہر کا مطالبہ کرنا غلط فیصلہ ہے۔ اگر وہ اپنی بیوی کی زندگی کو جہنم بنا دیتا ہے تو، لڑکی اسے چھوڑنے کے لیے اسے کوئی بھی رقم ادا کرے گی۔

کیا آپ والدین کی رضامندی کے بغیر شادی کر سکتے ہیں؟

اگر لڑکی اپنے والدین کی رضامندی کے بغیر شادی کرنے کا فیصلہ کرتی ہے تو کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سرپرست (ولی) کے بغیر کوئی شادی نہیں ہے۔ (احمد اور ابو داؤد)

کوئی بھی عورت جو اپنے سرپرست (ولی) کی اجازت کے بغیر شادی کر لیتی ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے۔ (ابو داؤد اور ابن ماجہ)

تاہم، ولی اس لڑکی پر حکم نہیں چلا سکتا کہ اسے کس سے شادی کرنی ہو گی۔ لڑکی کے لیے اپنے والدین کی رضامندی ضروری ہے لیکن انہیں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیئے، اور نہ ہی کسی مناسب وجہ کے بغیر انکار کرنا چاہیئے، جیسے کہ وہ متقی آدمی نہیں ہے، یا بری شہرت کا حامل ہے۔ وہ انکار کے جوابدہ ہیں اور انہیں اللہ تعالی کو یہ بتانا ہو گا کہ انہوں نے اس کی شادی کو کیوں روکا۔ لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ اسے پسند نہیں کرتے۔ یہ کافی نہیں ہے۔

کیا خطبہ ٹوٹ جانے کے بعد تحائف واپس کرنا پڑیں گے ؟

اگر خطبہ ٹوٹ جاتا ہے، ممکن ہو تو تحائف واپس کر دیں۔ عرف کا انحصار اس بات پر ہے کہ اسے لڑکا توڑ دیتا ہے یا لڑکی۔ عدالت میں جج پوچھتا ہے کہ اسے کس نے توڑا ہے۔ اگر لڑکی ایسا کرتی ہے تو وہ اپنے تحائف واپس کرتی ہے۔ اگر لڑکا توڑتا ہے، تو لڑکی تحائف رکھ سکتی ہے۔ یہ امر بات چیت سے طے ہو سکتا ہے۔ کبھی کبھی ماں پریشان ہو جاتی ہے، تیش آجاتی ہے اور انگوٹھی واپس لے لیتی ہے۔

جہیز

جہیز دلہن کی شادی کی تیاری ہے۔ اس کی قیمت کون ادا کرتا ہے؟ بعض اوقات دلہن اپنے لئے خود ادائیگی کرتی ہے، تاہم، عرب ثقافت میں، دلہا یہ قیمت ادا کرتا ہے۔ کچھ ثقافتوں میں، لڑکی والے شادی کے اخراجات کی ادائیگی کرتے ہیں اور اور لڑکے والے ولیمہ کے۔ جب تک کہ دونوں اطراف میں اتفاق رائے ہے اور کسی کو نقصان نہ ہو تو اس صورتحال کو اسلام کے مطابق قبول کیا جا سکتا ہے۔ تاہم، ہمیں ہمیشہ ان ثقافتی امور کے انجام کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وہ کنبے کے لئے بوجھ ہو سکتے ہیں۔ مصر میں لڑکی کے کنبے پر بوجھ بہت زیادہ ہوتا ہے - انہیں فرنیچر سمیت سب کچھ لانا ہوتا ہے۔ اس معاملے میں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلچر ہے اور میں اس پر اپنے ہاتھ صاف کر لوں۔ نہیں، یہ نقصان دہ ہے۔ اگر وہ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں تو، رویہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ہونا چاہیے۔ جس طرح آپ قرآن پر قائم رہتے ہیں اس طرح آپ کو ثقافت پر ڈٹے رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ مشکل میں ہیں تو، ثقافت کے بہانے سے ان کا فائدہ نہ اٹھائیں۔

کچھ خاندانوں میں، جہیز کی جگہ لڑکے کے اہل خانہ کو بہت سارے قیمتی تحائف دیے جاتے ہیں۔ لہذا بظاہر یہ جہیز کے انبار نہیں ہیں، لیکن عملی طور پر یہ لڑکی والوں کے لیے بہت بڑا غیر ضروری خرچ ہے۔ تحائف دینا بوجھ نہیں ہونا چاہیئے۔

مہربانی کرنا ہمارا طے شدہ رویہ ہونا چاہیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل جنت تین طرح کے ہوں گے: ایک منصف، کامیاب، خیرات کرنے والا حکمران، ایک نرم دل شخص جو اپنے رشتہ داروں اور مسلمانوں پر رحم کا مظاہرہ کرے، اور ایک باوقار شخص جس کا کنبہ بڑا ہے اور وہ بھیک نہیں مانگتا۔"(مسلم)

کیا "بیسٹ مین" کا تقرر کرنا مناسب ہے؟

یہ ثقافتی عمل ہے۔ جب تک کہ یہ تہذیب کے دائرے میں ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کچھ "بیسٹ مین" ایسے ہوتے ہیں جو مذاق مذاق میں دولہا کے گناہوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ ان کے گناہوں کو بے نقاب کرنا گناہ ہے۔ حدود کے اندر رہتے ہوئے بہترین چیز کا انتخاب کریں۔ یہ

خوشگوار دن کا ایک حصہ ہے، لیکن اگر آپ دولہے کی غلطیوں کو بے نقاب کرتے ہیں تو وہ خوش نہیں ہو گا، جب تک کہ وہ خاص اہمیت کی حامل نہ ہوں اور آپ اس کے بارے میں کوئی مذاق کر سکتے ہیں۔ گناہ کوئی مذاق نہیں ہیں۔

شادی

نکاح میں قوامہ (ولییت) کا تصور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں بیان فرمایا ہے کہ مرد عورتوں کے قوام (سرپرست، محافظ اور اسباب فراہم کرنے والے) ہیں۔ یہ اسلام سے متعلق عام طور پر غلط فہم تصورات میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں یہ نہیں کہہ رہا ہے کہ مرد درجۂ اول پر ہیں اور خواتین دوسرے درجے کی مخلوق ہیں۔ یہ فوقیت یا کمتر حیثیت کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ ذمہ داری کا معاملہ ہے۔

شوہر کو اپنے کنبہ کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے مالی ذمہ داری دی گئی ہے۔ اس ذمہ داری کے ساتھ اسے کنبہ کے مفادات میں فیصلے کرنے کا حتمی اختیار بھی حاصل ہے۔ اس طرح اسے آمر بن جانے کا حق نہیں مل جاتا۔ اسے فیصلہ لینے کی ذمہ داری میں اپنی اہلیہ کو ساتھ شامل کرنا چاہئے، لیکن ایسی صورتحال میں جہاں وہ باہم راضی نہیں ہوسکتے ہیں، مرد اس وقت فیصلے کی ذمہ داری لیتا ہے اور اس کا خمیازہ بھی اسے بھگتنا پڑتا ہے۔ (اور اگر وہ غلط ہوتا ہے تو، وہ سیکھتا ہے کہ اسے اپنی بیوی کی بات سننی چاہئے تھی!)

خاندانوں میں بھی، کسی بھی تنظیم کی طرح، ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جس کے پاس حتمی فیصلہ لینے کا اختیار ہو۔ اسلام میں یہ منصب شوہروں کو دیا گیا ہے۔ قیادت کے بغیر کسی بھی تنظیم کو انتشار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فطری طور پر ہماری رائے، نقطہ نظر اور ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔ جب ہم اتفاق نہیں کرسکتے ہیں تو معاملہ متنازعہ ہو سکتا ہے اور واضح سمت کا فقدان بھی۔ اچھے رہنماؤں اور اچھے شوہروں میں بہتر طور پر اظہار رائے کی مہارت ہوتی ہے، اور وہ اپنی ٹیم یا اپنی اہلیہ سے مشورہ کرتے ہیں۔ اس کی قیادت کو چاہئے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو اپنے ساتھ لے کر چلے، اور انہیں اس سے تعاون کرنا چاہئے، بجائے اس کے کہ وہ خود کو محروم یا پامال سمجھیں۔

مردوں کو یہ سوچنا اچھا لگتا ہے کہ وہ برتر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ بہترین اور سب سے زیادہ قابل عزت مرد یا عورت نہیں ہوتے بلکہ بہترین رویہ ہے۔

> اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف خاندان بنایا ہے تاکہ ایک
> دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو
> اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔ (49:13)

قوامہ کی حدود کیا ہیں؟

نکاح باہمی احترام کا رشتہ ہونا چاہئے بجائے اس کے کہ یہ ایک طرفہ احکامات اور یک طرفہ توقعات ہوں۔ تاہم شوہر کی اطاعت کی بھی حد ہوتی ہے۔ جب تک کہ اس کے فیصلے میں کوئی گناہ نہیں ہے تب تک شوہر کا کہنا حتمی ہے۔ اگر اس میں گناہ ہے تو بیوی کو اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔

> اس مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی جو خالق کی نافرمان ہو۔ (مسند احمد)

ہر وہ چیز جس میں اللہ رب العزت کی نافرمانی ہونا جائز ہے۔ اگر شوہر اپنی اہلیہ سے اپنے گھر والوں کے سامنے جو غیر محرم ہیں حجاب ختم کر دینے کو کہے تو بیوی کو اس کی تعمیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ وہ کہہ سکتی ہے: 'آپ مجھے یہ بتانے والے کون ہوتے ہیں؟' اپنی دانشمندی کا استعمال کریں اور کسی دوسرے شخص کے ذریعہ اس کو سمجھائیں، جس کی وہ سنتا ہو۔

یہ مرد کی ذمہ داری ہے، نہ کہ برتری کہ وہ گھر والوں کو اسباب فراہم کرے، ان کی حفاظت کرے اور ان کی رہنمائی کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے، عبد اللہ ابن عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> تم میں سے ہر ایک شخص، ایک چرواہا ہے اور اپنے ریوڑ کا ذمہ دار ہے۔ لوگوں کا قائد ایک سربراہ ہے اور اپنے رعایا کا ذمہ دار ہے۔ ایک آدمی اپنے کنبے کا رکھوالا ہوتا ہے اور وہ ان کے لیے ذمہ دار ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کے گھر اور اپنے بچوں کی رکھوالی کرتی ہے اور وہ ان کے لئے ذمہ دار ہے۔ آدمی کا خادم اپنے مالک کی جائداد کا نگہبان ہے اور وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ کوئی شک نہیں، آپ میں سے ہر ایک چرواہا ہے اور اپنے ریوڑ کا ذمہ دار ہے۔ (بخاری ومسلم)

انہوں نے الاب (والد) اور الام (ماں) کا ذکر کیا۔ ان کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اور دونوں طرف سے باہمی احترام ہونا چاہئے۔

بدقسمتی سے ہمیں ایسا ہمیشہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اس کے بجائے ہمارے ہاں موروثی آمریت ہے۔ کچھ گھروں میں، آمر بیوی ہوتی ہے، لیکن یہ نمونہ ہی غلط ہے چاہے بیوی آمر ہو یا شوہر۔ ایسے مرد بھی ہیں جو زیادتی کا شکار ہیں اور اپنی بیویوں کے ہاتھوں بدسلوکی یا جذباتی زیادتی کی وجہ سے، جو کہ ایک سیاہ راز ہے، وہ خودکشی کے قریب ہیں۔ وہ اس کے بارے میں بات نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ یہ ممنوع ہے۔

آپ نسلوں پرانے پدرشاہی کے طرز عمل کو، کس طرح تبدیل کرتے ہیں

یہ رویہ جو نسل در نسل چلا آرہا ہے، کہ 'میرا راستہ یا باہر کا راستہ'، اسے صرف مزید تعلیم حاصل کر کے اور معاشرے میں شعور اجاگر کرنے سے ہی دور کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم خاموش رہتے ہیں تو یہ ثقافتی طرز عمل برقرار رہے گا اور یہ طرز عمل، معمول تو ہے ہی۔

سب سے بہترین اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں پر 'حکمرانی' نہیں کی، بلکہ اپنی بیویوں سے مشورہ لیا، ان سے مہربانی کا مظاہرہ کیا تاکہ وہ خود کو فیصلہ سازی کا حصہ محسوس کریں۔ ہمیں اپنے ازدواجی تعلقات کو بھی اسی طرح بنانا چاہئے۔

مردوں کو گھر میں ہاتھ بھی ہلانے کی ضرورت نہیں

یہ رویہ کہ مردوں کو گھر کے کاموں میں انگلی بھی ہلانے کی ضرورت ہے، اسلام کا درس نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کاموں میں مدد فرماتے تھے۔ یہ مشترکہ ذمہ داری ہے۔ شادی کا مطلب ہمدردانہ رویہ رکھنا ہے۔ اگر بیوی کاموں میں مصروف ہے تو، اس کی مدد کریں۔ مدد کرنا اہم ہے۔ گھر مشترکہ ذمہ داری ہے۔ ثقافت عام طور پر یہ حکم دیتی ہے کہ گھر کا سارا بوجھ بیوی کی ذمہ داری ہے۔ تاہم، مرد اور خواتین گھر میں شریک ہیں اور دونوں ہی اس کے ذمہ دار ہیں اور انہیں ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہئے۔

اگر اسی دن کوئی موت واقعہ ہو تو کیا شادی ملتوی کرنا ہو گی

اس بات کا اسلام سے تعلق نہیں ہے کہ کنبہ میں موت کے سبب شادی کو ملتوی کرنا پڑے، بلکہ یہ ثقافتی عمل ہے۔ اگر شادی کو ملتوی کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہو رہا ہے تو یہ ٹھیک ہے، لیکن اگر لاگت اور رسد اور انتظامات ملتوی کرنا مشکل ہوں تو آپ اس کو جاری رکھ سکتے ہیں، اگر آپ اتنے بہادر ہیں کہ ایسا کرنے کے ثقافتی رد عمل کو برداشت کر سکیں۔

کیا بیوی کو اپنے شوہر کا نام اپنے نام کے ساتھ لگانا ہو گا؟

شوہر کا نام اپنے نام کے ساتھ لگانے یا نہ لگانے میں حلال یا حرام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بیوی کا فیصلہ ہے۔ عملی نقطہ نظر سے، بیوی کے لئے یہ بہت آسان ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اور بچوں کے نام کے ساتھ اپنے شوہر کا نام رکھے، خاص طور پر جب فلائٹ بکنگ وغیرہ کرنی ہو۔ یہ حدیث کہ قیامت کے دن آپ کو کس نام سے پکارا جائے گا، تو اس بارے میں کئی روایات ہیں کہ آپ کو اپنے والد کے نام سے پکارا جائے گا، جیسا کہ عرب ثقافت میں ہے۔ تو پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں، ریکارڈ اچھی طرح سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔

بد سلوکی والی شادی میں عورت کو کیا کرنا چاہیئے؟

بد سلوکی والی شادی ں اپنے آپ میں ہی ایک مکمل کورس ہے۔ اس میں جسمانی زیادتی یا جذباتی زیادتی دونوں شامل ہو سکتے ہیں۔ ہم اس طرح کے طرز عمل کو کسی بھی شکل یا صورت میں قبول نہیں کر سکتے۔ ثقافتی نقطہ نظر سے، بدنامی سے خوفزدہ خواتین، بچوں کی خاطر اور معاشرے میں عزت برقرار رکھنے کے لئے بد سلوکی کی شادیوں میں بندھی رہتی ہیں۔ انہیں یہ خوف ہو سکتا ہے کہ پولیس یا معاشرتی خدمت کار اس کے بچوں کو چھین لیں گی اور اس زہرناک تعلق میں رہ کر وہ کنبہ کی حفاظت کر رہی ہیں۔

در حقیقت، اس سے بچوں کو نقصان پہنچا ہے اور اس طرح کی شادی میں رہنے سے بد سلوکی کے طرز عمل کو تقویت ملتی ہے۔ لوگ کہیں گے 'اے بہن صبر کرو۔' تاہم، یہ صبر نہیں ہے، یہ خود کشی ہے۔ صبر اور خود کشی میں بڑا فرق ہے۔

ہر معاملے کو انفرادی طور پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اہم اس بات کو سمجھنا ہے کہ آپ عام سمجھوتوں اور چھوٹی قربانیوں کے مابین لکیر کہاں کھینچتے ہیں۔ جو کہ کسی بھی معمول کے رشتے کا حصہ ہیں اور یہ دونوں طرف ہوتا ہے- اور کسی ایک کے مفادات کی ایک طرفہ قربانی نقصان دہ ہے۔ کسی کو بھی تشدد برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ ناقابل قبول ہے۔ شادی میں تھوڑا سی تکلیف کی خیر ہے، لیکن بہت زیادہ تکلیف آپ کو اور شادی کو توڑ دے گی۔ آپ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ لکیر کہاں کھینچنی ہے اور کب بہت ہو گیا۔

محرم کے مسائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے کہ عورتوں کی ذاتی حدود میں داخل ہونے سے بچو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہا: 'خواتین کی حد میں داخل ہونے سے بچو۔'

ایک صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ فسلم سے کہا: "یارسول اللہ، برادر نسبتی کے بارے کیا حکم ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برادر نسبتی موت ہے!'(بخاری)

اس کا کیا مطلب ہے کہ برادر نسبتی 'موت' کی طرح ہے؟ مبصرین نے مشاہدہ کیا کہ برادر نسبتی خاندان کا ایک فرد ہے لہذا وہ آسانی سے اپنے بھائی کے گھر تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور اپنی بھابھی کے ساتھ قریبی رابطہ رکھ سکتا ہے اس شک کہ بغیر کہ اس تعلق میں کوئی عیب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں حد فاصل کھینچی ہے۔ آپ کو یہ دروازہ بند کرنا ہے۔ آپ کا برادر نسبتی کسی بھی دوسرے اجنبی کی طرح ہے۔ وہ کوئی محرم نہیں ہے۔ اس کی اہلیہ اپنا حجاب نہیں ہٹا سکتی کیونکہ وہ غیر محرم ہے۔ اسے اس کے ساتھ کسی بھی غیر محرم کی طرح سلوک کرنا چاہئے۔

بعض اوقات لوگ اپنے قریبی دوستوں کے ساتھ ایسا تعلق رکھتے ہیں جیسے وہ محرم ہیں۔ یہ غلط ہے. اگر آپ غیر محرموں کو کسی بھی وقت اپنی اہلیہ تک رسائی کی اجازت دیتے ہیں تو، آپ ایک ایسا دروازہ کھول رہے ہیں جو زنا کی طرف جاسکتا ہے۔ میں کسی کو جانتا ہوں جس نے ایسا کیا۔ اس نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ وہ کسی بھی وقت اس کے بہترین دوست کو آنے دے اور اس کو دہری بے وفائی کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے اسے کہا کہ وہ گدھا ہے۔ میں نے کہا یہ تمہارا اپنا کیا ہے۔ تم نے شیطان کے لیے دروازے کھول دیئے۔ اللہ تعالٰی نے منع فرمایا، لیکن تم نے اس حکم کو نظر انداز کیا۔ اگر آپ اللہ تعالٰی کی حدود کو ٹھوکر ماریں گے تو آپ خود بھی ٹھوکر کھانا پڑے گی۔ یہ مکمل طور پر حرام تھا۔ شریعت کی حدود ہیں۔ آپ چن کر انتخاب نہیں کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے ان کو ہمارے تحفظ کے لئے مقرر کیا۔

کیا سسرال والے بیوی کے کنبے سے برتر ہیں

برصغیر پاک وہند میں صدیوں سے ایک تاریخی رواج چلا آرہا ہے جہاں بیوی کو اپنے شوہر کے کنبہ کی تابعداری کرنی پڑتی ہے۔ شادی کے بارے میں ایک بہت بڑی غلط فہمی موجود ہے کہ اس کے سسرالیوں نے لڑکی کے والدین کی جگہ لے لی ہے اور اب اس نے گھر میں اس کی حیثیت ملازم کی ہے۔ یہاں تک کہ سسرال والے بیوی کی آمد و رفت پر بھی پابندی لگاتے ہیں، اور اسے اپنے والدین سے ملنے کے لئے ان کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب میں نے پہلی بار یہ دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔

لڑکی کے سسرال والے اس کے والدین نہیں ہیں۔ اس کا فرض اس کے اپنے والدین کی طرف ہے۔ ثقافت کے مطابق وہ نوکرانی کی طرح ہے۔ وہ کھانا پکاتی ہے اور صفائی کرتی ہے اور ان کی اجازت کے بغیر گھر سے نہیں نکلتی۔ شرعی نقطہ نظر سے، اسے اپنے والدین سے ملنے کا حق حاصل ہے اور شوہر کو اسے اس کام سے روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے اس کا فرض ہے اور اگر وہ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرتی ہے تو وہ گنہگار ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے ہر روز ان سے ملنا ضروری ہے، بشرطیکہ وہ قریب ہی ہوں، لیکن یہ کہ اسے یقینی طور پر انہیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ معاشرے کے بہت سے حصوں میں یہ ثقافتی عمل اب بھی کافی حد تک غالب ہے۔ آپ کے والدین آپ کی ترجیح ہیں، ان کے ساتھ احترام اور شفقت سے پیش آئیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ یہاں کوئی کمتر یا اعلی خاندان نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی نے کچھ لوگوں کو زیادہ دولت، مرتبہ یا ذہانت عطا کی ہے، لیکن اس سے وہ ایک دوسرے سے برتر یا کمتر نہیں ہو جاتے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ آپ میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو بہترین طرز عمل رکھتا ہو۔ ہو سکتا ہے یہ آپ کی گلی میں صفائی کرنے والا ہو۔

بعض اوقات آپ کے غیر مناسب مطالبات ہوتے ہیں۔ غور کریں کہ آیا یہ شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں؟ اگر یہ شریعت سے دور لے جا رہے ہیں، تو انہیں مسترد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے ثقافت کی پیروی کے بارے میں نہیں پوچھے گا، مگر یہ کہ کیا میں نے شریعت کی پیروی کی۔ اگر یہ اسلام کے اصولوں سے متصادم ہے تو پھر اسے ترک کر دیں اور اپنی حدود میں رہیں۔ چیزیں ویسے ہی رہیں گی جب تک کہ ہم ان کو آگے بہتری کی طرف نہیں بڑھاتے۔ ہمیں عقلمندی سے کام لینا ہے اور آہستہ آہستہ اس مسئلے کو حل کرنا ہے۔

عوامی جگہوں پر شوہر اور بیوی کے باہمی رویوں میں کیا جائز ہے

میں نے ایسے منظر نامے بھی دیکھے ہیں جہاں ثقافتی طور پر بیویوں پر یہ زبردستی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ سرعام خریداری کرنے جائیں۔ یہ بکواس ہے۔ لوگوں کے سامنے شوہر اور بیوی کے مابین معاملات کی حدود کیا ہیں؟ جب تک کہ وہ وقار برقرار رکھیں، جہاں بھی ہوں مناسب طریقے سے برتاؤ کریں، اور ظاہری وضع کی پاسداری کریں، تو وہ عوام میں باہمی لگاؤ کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

طلاق کے دوران رحمدل رہنا

اللہ تعالیٰ نے طلاق کی آیات کے بیشتر ارشادات میں فرمایا ہے کہ جوڑے کو اپنی شادی کے اچھے پہلوؤں کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ طلاق اتنی تلخی اور دشمنی سے بھری ہو سکتی ہے کہ دونوں فریقین اتنے منفی رویوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں بجائے اس کے کہ کوئی مثبت پہلو دیکھیں۔ اللہ رب العزت کی جانب سے یہ یاددہانی ہے کہ اصولوں پر قائم رہیں اور رحم کریں۔

تین طلاقیں

ایشیائی ثقافت میں یہ عام غلط فہمی موجود ہے کہ ایک ہی بار میں طلاق کا اعلان تین بار کرنا چاہیئے۔ نہیں، یہ غلط ہے۔ آپ صرف ایک بار طلاق کا اعلان کریں۔ اگر آپ اپنا خیال بدل لیتے ہیں تو، آپ کو اپنی بیوی کو واپس لینے کا اختیار حاصل ہو گا۔ طلاق دینے کے لیے ایک طلاق کافی ہے۔ اگر آپ ایک ساتھ تینوں طلاقیں دیتے ہیں تو آپ اپنی سابقہ شریک حیات سے دوبارہ شادی نہیں کر سکتے ہیں، جب تک کہ اس کی شادی کسی اور سے نہ ہو جائے۔

طلاق کے بعد بچوں کی تحویل

فقہ میں بچوں کی تحویل پر ایک مکمل باب موجود ہے۔ (طلاق سے متعلق سیکشن کو بڑھایا جائے یا مٹا دیں)

موت

کوئی تعجب نہیں کہ شادی کے بعد موت ہے ؟! دشوار شادیوں سے بھی دل کا دورہ پڑ سکتا ہے! میں ایک ایسے معاملے کے بارے میں جانتا ہوں جہاں شوہر کو اپنی شادی میں بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، اس کو دل کا دورہ پڑا اور اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اگر آپ کی شادی اتنی ہی تکلیف دہ ہے تو پھر اس سے نکل ائیں۔

جنازہ اور غسل

اس سے متعلق بہت سے ثقافتی مسائل نہیں ہیں۔ یہ معاملات عام طور پر سنت کے مطابق طے پاتے ہیں۔ میت کا چہرہ دکھانے کا رواج میرے لئے نیا ہے۔ دورائے ہیں، ایک اس کی اجازت دیتی ہے اور دوسری نہیں۔ جب تک کہ ہمارے پاس دو آراء ہوں اس میں یہ رواج آجاتا ہے۔

کیا میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں ہی دفن کرنا ہوتا ہے؟

اگر مسلمانوں کا قبرستان دستیاب نہیں ہے تو کسی قبرستان کے مسلمانوں والے حصے میں ایک میت دفن کی جاسکتی ہے۔ قانون کے مطابق، کچھ علاقوں میں آپ کو تابوت سے جسم نکالنے کی اجازت نہیں ہوتی، جو کہ سنت ہے: آپ کو قواعد کی پابندی کرنی ہوگی۔ کچھ علاقوں میں وہ آپ کو ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر آپ کر سکتے ہو تو یہ سنت ہے اور افضل۔

کیا خواتین قبرستان جاسکتی ہیں؟

پہلی بار جب میں نے عورتوں کو جنازہ کے پیچھے چلتے دیکھا، ایک فاصلے سے وہ تدفین میں شریک ہوئیں، ایک شخص نے انہیں وہاں سے جانے کو کہا اور کہا کہ ان پر لعنت ہے۔ وہ قبر کے کنارے کھڑا تھا اور انھیں جانے کو کہہ رہا تھا، جو کہ ایسا کرنے کا درست وقت نہیں تھا۔

اللہ تعالٰی نے ان خواتین پر لعنت کی ہے جو اکثر قبروں پر جاتی ہیں (احمد وترمذی اور ابن ماجہ)

اس بارے میں مختلف رائے ہیں اور ہمیں اپنے اختلافات کو تسلیم کرنا چاہئے۔

تاہم، ایک اور مساوی صحیحی روایت ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے [ایک بار] آپ کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، [اور اب میں آپ کو یہ کرنے کی ہدایت کرتا ہوں] تاکہ وہاں جانا ایک مفید یاددہانی کا کام کرے۔" (مسلمانوں اور دیگر سے مربوط)

اور الحاکم میں اس طرح سے ہے:

'کیونکہ [اس طرح کی زیارت سے] دل نرم ہوجاتا ہے، آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور آخرت کی یاددہانی ہوجاتی ہے، [لیکن خبردار رہو] ممنوعہ گفتگو مت کرو۔ [وہاں جاتے ہوئے]۔' (صحیح الجامع)

بعد کی حدیث پہلے کو منسوخ کرتی ہے۔

اگر ہم ایسا نہیں بھی کرتے تو ہمارے پاس دو رائے ہیں، تسلیم کریں کہ ایک سے زیادہ رائے ہیں۔ آپ چیخ و پکار اور بین نہیں کر سکتے۔ یہ حرام ہے۔ یہ دور جہالت کا رواج تھا لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے جذبات پر قابو پانے کی تعلیم دے رہے تھے۔ اگر وہ اپنے جذبات پر قابو رکھ سکیں تو وہ جا سکتی ہیں۔

کیا یوتھانیزیہ (بے ایذا موت) کی اجازت ہے

کیا یوتھانیزیہ (بے ایذا موت) جسے، رحمدلانہ قتل کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، ایک اسلامی رائے ہے؟ نہیں یہ حرام ہے۔ کہانی ختم. جب کوئی مر رہا ہے تو زندگی بچانے کی سہولت کو بند کرنا "یوتھانیزیہ" نہیں ہے۔ موضوعات کو گڈ مڈ نہ کریں۔

کیا سوگ کے مخصوص رنگ ہیں؟

کالا لباس پہننا اسلامی عمل نہیں ہے بلکہ ثقافتی عمل ہے۔ عام طور پر کسی کو شوخ رنگ نہیں پہننا چاہئے کیونکہ وہ خوشی اور تقریبات سے وابستہ ہیں۔ آپ ایسا نہیں دیکھنا چاہتے جیسے آپ شادی میں جا رہے ہوں۔ عرب ثقافت میں شادی کا جوڑا سفید ہوتا ہے، اس لئے سفید رنگ کا سوگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوگ کا دورانیہ کتنا ہوتا ہے؟

سوگ بیوہ کے علاوہ سب کے لیے تین دن تک رہتا ہے۔ بیوہ کو چار ماہ دس دن سوگ منانا پڑتا ہے۔

اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے

یہ اس کی عمر سے قطع نظر ہے - وہ 80 سال کی بھی ہو سکتی ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اگر کوئی عورت مر جاتی ہے تو، اس کے شوہر اور بچوں کے لئے سوگ تین دن کا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے صرف اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔ یہ حمل کے بارے میں نہیں ہے، یہ اللہ رب العزت کا حکم ہے۔ ہمیں اس کو قبول کرنا ہو گا۔ بہر حال بطور مسلمان ہمارا نعرہ ہے کہ 'ہم سنتے ہیں اور ہم مانتے ہیں'۔

حاملہ عورت کی عدت

اگر وہ حاملہ ہے تو، عورت کی عدت اپنے بچے کی پیدائش تک ہے، خواہ وہ ایک دن کے بعد ہو یا 9 مہینے کے بعد۔ یہ امر اس حقیقت کو یقینی بنانے کا ایک ذریعہ ہے کہ حمل نہیں ہے، نیز وفاداری کا علامت، شادی کے خاتمے کی طرف کے معاملات کی طرف آنا اور رشتے کا احترام ہے۔

اور حاملہ عورتوں کی عدّت اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔ (65:4)

عدت میں کیا شامل ہے

بیوی کا ماتم (عدت) ثقافتی لحاظ سے بہت زیادہ ہے، وہ کیا کر سکتی ہے اور کیا نہیں کر سکتی۔ حدیث میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے کہ اسے بناؤ سنگھار نہیں کرنا چاہئے، یا باہر جا کر غیر محرم سے نہیں ملنا چاہئے جب تک کہ ضرورت نہ ہو۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس عورت کا شوہر فوت ہو چکا ہے اسے زعفران (اسفر) یا سرخ رنگ (مشک) سے رنگے کپڑے اور زیورات نہیں پہننے چاہئیں۔ اسے مہندی اور سرمہ نہیں لگانا چاہئے۔ (ابوداؤد)

کچھ ثقافتی رواج اس معاملے میں کہیں آگے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بیوہ کو اپنے آئینے کو ڈھانپنا چاہئے، اپنے بالوں میں کنگھی نہیں کرنا چاہئے، نہانا نہیں چاہئے، ٹی وی نہیں دیکھنا چاہئے، یا اس کو کھڑکی سے باہر بھی دیکھنا اور ملاقاتیوں سے ملنا بھی نہیں چاہئے۔ اس طرح کے رواج دوسری ثقافتوں سے لیے گئے ہیں، ان کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ عورت سے بدسلوکی کے مترادف ہے... پھر اس کو سانس لینے سے بھی روک دینا چاہیے۔ گویا کہ انہوں نے اسے ااس کے شوہر کے ساتھ ہی دفن کر دیا ہے۔ یہ بہت زیادتی ہے۔ ایسی ثقافت میں اس کا دم گھٹ جائے گا۔

کیا بیوہ اپنی عدت کے دوران گھر سے باہر جا سکتی ہے؟

حدود میں رہتے ہوئے ماتم زدہ بیوی اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے، مثلاً اپنے کام پر جا سکتی ہے، اگر اس کا کوئی اور کمانے والا نہیں ہے، چہل قدمی کے لئے، اپنے بچوں سے ملنے کے لیے، اور گھر کا سودا سلف خریدنے کے لئے جا سکتی۔ اس کی زندگی معمول کے مطابق نہیں ہو سکتی، کیونکہ اسے شوخ کپڑے پہننے، بناؤ سنگھار کرنے اور خوشبو لگانے، یا اپنے بالوں کو سنوارے کی اجازت نہیں ہے۔ اسے کسی شادی، یا جشن میں شریک نہیں ہونا چاہئے، لیکن اپنے حالات کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے اپنی حد میں رہتے ہوئے کوئی بھی اور کام کر سکتی ہے۔ کیا اسے پارک میں سیر کے لئے جانے کی اجازت ہے؟ جی ہاں. کیا وہ اپنی بیٹی سے مل سکتی ہے؟ ہاں، یہ ٹھیک ہے۔ اگر وہ گھر میں سو نہیں سکتی کیونکہ وہ اکیلی ہے تو کیا وہ اپنی بیٹی کے گھر جا سکتی ہے؟ جی ہاں. کیا عورتیں عدت کے دوران اپنے کنبے کے کسی فرد کے جنازہ میں شریک ہو سکتی ہیں؟ جی ہاں۔

کیا ہم قبروں کے اوپر پودے لگائیں؟

یہ عام رواج نہیں ہے، لیکن ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر سبز پودے لگائے، کیونکہ انہوں نے ذکر کیا کہ سبز پتے تسبیح کرتے ہیں اور میت کو ان کی تسبیح سے فائدہ ہوتا ہے۔ آپ جڑی بوٹیاں نکال سکتے ہیں اور قبر کو صاف ستھرا رکھ سکتے ہیں۔

کیا آپ ختم القرآن منعقد کر سکتے ہیں یا مرحومین کے لئے قرآن خوانی کر سکتے ہیں؟

خاتم دلوانے کا عمل معاشرے میں اس قدر رواج پکڑ گیا ہے کہ اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ اس میں دو رائے ہیں اور اعداد و شمار کے اعتبار سے 80 فیصد سے زیادہ لوگ یہ کرتے ہیں، لہذا اس کو جاری رکھنا ٹھیک ہے۔

ایک رائے کے مطابق اس کی اجازت ہے اور ایک کا یہ کہنا ہے کہ یہ بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے اختراع کیا گیا نیا رواج۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ تلاوت کا ثواب صرف تلاوت کرنے والے کو ہوتا ہے اور کسی اور کو نہیں دیا جاسکتا۔ یہ ایک قوی رائے، اس نظریے پر مبنی ہے کہ آپ کو صرف اس کام کے بدلے انعام ملتا ہے جو آپ نے خود کمایا ہے۔

اور یہ کہ انسان کو (ایمان کے بارے میں) صرف اپنی ہی کمائی ملے گی۔ (53:39)

میری رائے یہ ہے کہ جب تک کہ ایسی اجتماعی محفل میں اگر کوئی حرام عمل نہیں کیا جارہا ہے اور یہ صرف ذکر، دعاء اور تلاوت کی محفل ہے تو یہ ٹھیک ہے۔ آپ میت کو اس بنیاد پر اجر بخش سکتے ہیں کہ تلاوت کے ثواب کے مالک آپ ہی ہوسکتے ہیں، لہٰذا اگر آپ چاہیں تو یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اس کو کسی اور کو دے دیں۔ سورہ بقرہ کے آخر میں دی گئی آیت کی بنیاد پر:

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہو اس کو ثواب بھی
اسی کا ملے گا جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہو گا جو ارادہ سے کرے۔ (2:286)

اس نقطہ نظر کے مطابق، آپ اپنی کمائی کے مالک ہیں، اور یہ آپ کی ملکیت ہے - خواہ وہ تلاوت ہو، یا روزہ ہو یا نماز۔ اگر یہ آپ کی ملکیت ہے تو آپ یہ دوسروں کو بخش دینے میں آزاد ہیں۔

اگر آپ اپنا اجر کسی اور کو تحفے میں دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فیاض ہے۔ لہٰذا ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ اجر کو کئی گنا کر دے گا، ایک اس کے لیے جس نے یہ بخشا ہے اور ایک جس کو ملا ہے، دونوں کو عطا فرمائے گا۔ اگر آپ یہ نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔ یہ گناہ نہیں ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔

کیا آپ برسی منا سکتے ہو؟

کسی کی وفات کے بعد خاص طور پر برسی منانا سنت نہیں ہے۔ تاہم، اگر لوگ اکٹھے ہونا چاہتے ہیں کہ، قرآن مجید کی تلاوت کریں اور مرحوم کو اس کا ایصال ثواب پہنچائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کیا آپ کو سوگواروں کو کھانا کھلانا چاہئے

جب کسی کنبہ کے کسی فرد کی وفات ہوجاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو میت کے لواحقین کے لئے کھانا بنانے کے لئے ہدایت فرماتے، کیونکہ گھر والے سوگ میں مصروف ہوتے ہیں۔ رواج یہ نہیں تھا کہ مرحوم کے لواحقین ان کے مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ وہ خود ہیں جنہیں سکون کی ضرورت ہے اور یہ وہ وقت نہیں ہے جب ان کو ان کی میزبانی پر پر کھا جائے۔

سوگواروں کو کھانا پیش کرنا سنت کے منافی ہے۔ سنت سوگواران کے لئے ہے کہ وہ لواحقین کے لیے کھانا پکائیں۔ وہ نقصان سے دوچار ہیں، لہٰذا ہم ان کو تسلی دیں۔ یہ اس کے برعکس نہیں ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کو تسلی دے رہے ہیں۔ اس سے ان کی تکلیف دگنی ہو گی: انہوں نے اپنے ایک عزیز کو کھو دیا، اور اب ان پر اپنے مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لئے پیسہ خرچ کرنے کا بوجھ ہے۔ ہم نے سنت کو گھما کر اس خاندان کی زندگی کو اور مشکل بنا دیا ہے۔ یہ غلط ثقافت ہے۔ یہ سنت کے برخالف ہے۔ آپ حدیث سے دیکھ سکتے ہیں:

عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ جب جعفر رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جعفر کے اہل خانہ کے لئے کچھ کھانا تیار کریں، کیونکہ واقعتاان کے ساتھ کچھ ایسا ہوا ہے جو انہیں مصروف رکھے گا۔(ترمذی)

جنازوں کو شادیوں کے مساوی نہیں ہونا چاہئے، اور پھر بھی، کچھ مسلم معاشروں میں، یہ توقع کی جارہی ہے کہ متوفی کے اہل خانہ کو ضیافت کی فراہمی کرنی چاہیئے، یہاں تک کہ کچھ برادریوں میں اگر کھانے کا بندوبست کسی اچھی جگہ سے نہ کروایا گیا ہو تو لوگوں کو لگتا ہے کہ جنازہ شایان شان نہیں تھا۔

تاہم، یہ صرف غیر ضروری نہیں ہے بلکہ ایک بے مقصد خرچہ ہے اور وہ بھی تب جب کنبہ اپنے نقصان کو لے کر غمزدہ ہو رہا ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ، یہ روایت مرحوم کے گھر والوں کے لیے کھانا لانے سے کے بجائے، بدل کر یہ ہوگئی ہے کہ مرحوم کے گھر والے ملنے کے لئے آنے والے افراد کو کھانا دیتے ہیں، اور زیادہ تر اکثر یہ بھی کہ اہل خانہ مرحوم کی طرف سے صدقہ کے طور پر کھانا تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا کچھ رسومات خاصی سخت اور تبدیل ہو چکی ہیں، اور مرحوم کے لواحقین پر بوجھ ہیں، خاص طور پر جب وہاں تین دن تک ملاقاتیوں کی کثیر تعداد ہوتی ہے اور خرچہ بڑھ جاتا ہے۔

کیا کھانے پر برکت کے لیے دم کرنا قابل قبول ہے؟

قرآن کے الفاظ کی جس چیز پر تلاوت کیے جائیں اس میں برکت ڈل جاتی ہے، چاہے وہ آپ پر، یا پانی پر پھونکا گیا ہو، یا کھانے پر۔ جب ہم رقیہ کرتے ہیں تو ہم آیتوں سے اپنے جسم کو دم کرتے ہیں، تاکہ خود کو بیماری یا حسد سے بچائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تینوں قل کی تلاوت کرتے، ہاتھوں پر پھونکتے اور اپنے ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے۔

یہ برکت کا تصور ہے۔ اگر آپ پانی یا کھانے پر قرآن کے الفاظ دم کرتے ہیں تو اس میں برکت ہو جاتی ہیں۔ جب آپ تلاوت کرتے ہیں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور آپ کے کھانے، پینے اور گھر پر رحمت نازل ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کیا کھانا تقسیم کیا جانا چاہئے

لوگ کھانا تقسیم کو بطور خیرات لیتے ہیں، لیکن یہ کام آپ کی حدود میں ہونا چاہئے۔ اگر لوگوں نے سوگواروں کو کھانا کھلانے کے لئے مہنگے ریستورانوں سے کھانے کا بندوبست کرنا ہے تاکہ کے معاشرے کی توقعات پر پورا اتر سکیں، رسم ورواج پر پورا پڑنے کے لئے رقم ادھار لینی ہے تو یہ قابل قبول نہیں ہے اور ہمیں اس طرح کے ثقافتی رویوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

کیا آپ کو غیر مسلموں کے جنازوں میں شرکت کرنا چاہئے؟

اچھے مسلمان ہونے کی حیثیت سے... کسی بھی ایسی رسم میں شامل نہ ہوں جو اسلام سے باہر ہو۔ اپنے احترام اور تعزیت کا اظہار کریں۔ رسم کا حصہ نہ بنیں۔

کیاپوسٹ مارٹم کی اجازت دیناٹھیک ہے؟

اگر پوسٹ مارٹم کا فیصلہ کسی سرکاری اہلکار کی طرف سے ہے تو پھر یہ آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔اگر نہیں، تو آپ کے پاس فیصلے کا اختیار ہے۔

کیااعضاء کاعطیہ جائز ہے

اعضاء کے عطیہ کی اجازت شرائط کے ساتھ ہے۔اعضاء کی خرید و فروخت کو کاروبار بنانا حرام ہے۔بعض اوقات آپ کو کوئی عطیہ کرنے والا نہیں ملتالیکن آپ کو اگر پیسے کے عوض اپنا عضو فروخت کرنے کو تیار بندہ مل جاتا ہے تو آپ اس سے عضو وصول کرنے کے لئے گنہگار نہیں ہیں، لیکن وہ اسے بیچنے پر گنہگار ہے۔

اس لنک پر فتوی ملاحظہ کریں:

https://nhsbtdbe.blob.core.windows.net/umbraco-assets-corp/16299/organ-donation-summary-fatwa.pdf

کیا آپ قبروں کی زیارت کریں؟

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> میں نے آپ کو قبروں پر جانے سے منع کیا تھا، لیکن اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بے شک، وہ دنیا سے آپ کے لگاؤ کو کمزور کر دیں گی اور آپ کو آخرت کی یاد دلائیں گی۔(ابن ماجہ)

قبرستانوں کی زیارت آپ کو آخری منزل کی یاد دلاتی ہے۔یہ آپ کو اصل حقیقت کی طرف واپس لاتے ہیں۔آپ کے پاس ابھی بھی وقت ہے رونا دھونا اور شکایات کرنا بند کریں۔شکر گزار ہو.جب آپ اسپتالوں اور قبروں کا رخ کرتے ہیں تو آپ کو اس بات کا احساس ہوتا ہے۔

آپ مرنے والے کے لیے کیا کر سکتے ہیں

آپ قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں، عمرہ کر سکتے ہیں، حج کر سکتے ہیں، ان کی طرف سے مسجد یا اسپتال تعمیر کروا سکتے ہیں، کسی یتیم یا علم کے متلاشی کی کفالت کر سکتے ہیں۔سارے نیک اعمال میت کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، سوائے تین عملوں کے: جاری صدقہ، فائدہ مند علم، یا ایک نیک اولاد کہ جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔(صحیح مسلم)

بیٹے کی اپنی بیوہ ماں کی طرف کیا ذمہ داری ہے

اسے اپنی ماں کی ضروریات فراہم کرنی ہوں گی اگر اس کی ماں کے پاس خاطر خواہ وسائل نہ ہوں تو، اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کا ساتھ دے اور جب بھی ممکن ہو اس کی مدد کریں اور ملنے کو جائے۔ جب تک کہ ماں کو اس کی ضرورت نہ ہو اسے ماں کے ساتھ رہنے کے لیے منتقل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسرے سوالات

کیاخواتین محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہیں؟

خواتین کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع کرنے کے پیچھے بنیادی وجہ ان کا ذاتی تحفظ اور ان کی ساکھ کا تحفظ تھا۔اب سفر کرنا بالکل محفوظ ہے ۔

کیااکیلی عورتیں حج کے لئے جاسکتی ہیں؟

اس بارس میں مختلف رائے ہیں۔ شافعی کی رائے کے مطابق، شرعی نقطہ نظر سے بہنیں مل کر حج کے لئے ایک ساتھ سفر کر سکتی ہیں۔ عملی نقطہ نظر سے سفارت خانے سے ویزا حاصل کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ اب وہ قواعد کو ڈھیل دے رہے ہیں۔

حج ویزے کے حصول کے لئے حرام ذرائع کا استعمال جائز نہیں ہے۔ مثال کے طور پر، حرم حج کے مقصد لیے جعلی شادیوں کا ڈھونگ رچانا، تاکہ امیگریشن کے عمل کو دھوکہ دیا جاسکے، مکمل طور پر حرام ہے۔ کاغذی شادی جس میں جوڑے کا ایک دوسرے سے شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا لیکن وہ ایسی شادی میں بندھ جاتے ہیں تاکہ ان میں سے کسی کو غیر ملک کی قومیت یا وہاں جانے کی اجازت مل سکے، تو اس کی اجازت نہیں ہے۔

اگر آپ کو حج کا ویزا حاصل نہیں ہوتا تو آپ حج ادا نہ کرنے کے لئے جوابدہ نہیں ہوں گے۔ تاہم آپ گناہ کما کر اس بابرکت سفر پر نہیں جانا چاہیے۔

کیاموسیقی حلال ہے؟

خود موسیقی حلال یا حرام نہیں ہے، اس کا انحصار موسیقی کی قسم اور اس کی شاعری پر ہے۔ اگر یہ حلال طریقے سے استعمال ہوتی ہے تو یہ حلال ہے۔ جیسے-نشید حرام نہیں ہیں۔ پس منظر میں بجتی موسیقی حلال ہے۔ موسیقی کی ممانعت کسی مضبوط بیانیے پر مبنی ہونی چاہیے۔ ممانعتیں پیدا کرنے کے لئے کمزور روایات کافی نہیں ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ روایات مضبوط ہیں۔

کیامیرا بچہ کوئی موسیقی کا آلہ بجانا سیکھ سکتا ہے؟

کسی موسیقی کے آلے کو سیکھنا نماز اور قرآن کی قیمت پر نہیں ہونا چاہئے۔ تاہم، اگر کسی بچے میں صبر اور استعداد ہے تو تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ موسیقی آلہ بجانا سیکھنا ان کے لئے اچھا ہے۔